لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

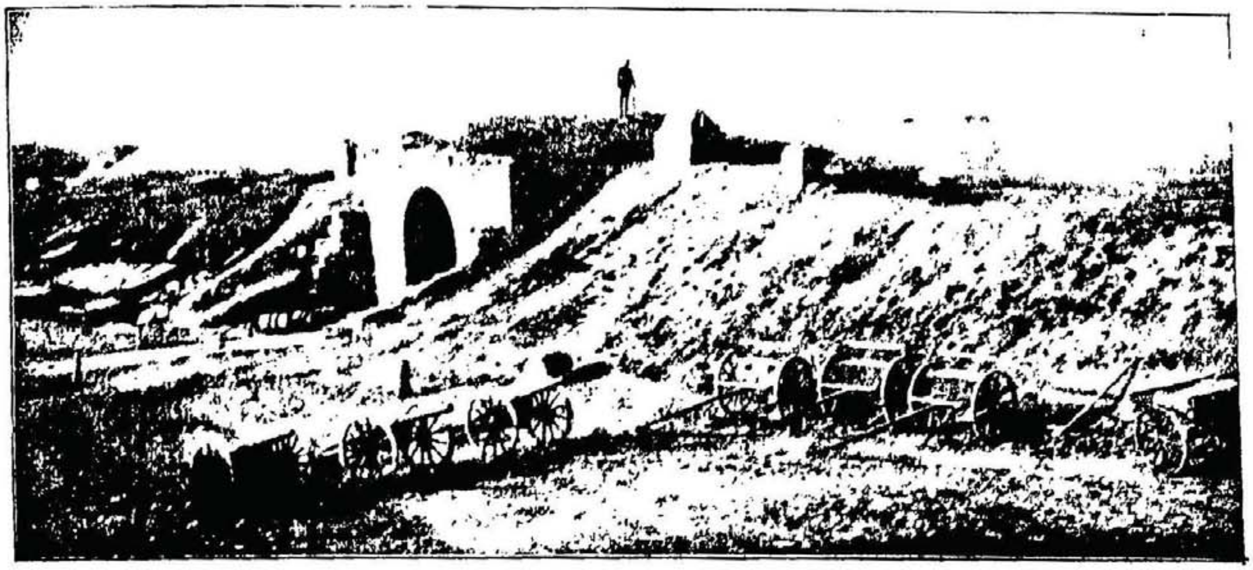

قلعہ و حصار حیدرلی

سرویا کی دو کمپنیاں، جنکو سقوط ادرنہ کے بعد ترکی توپوں نے ہلاک کردیا۔

انکی لاشوں کی صفوف کا ایک گوشہ۔

پادری دعا مانگ رہا ہے۔

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Propriete & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.

فہرس

شـذرات

اردو پریس کي ضمانت ۳

ہفتۂ جنگ ۴

مقـالۂ افتتـاحیہ

فتنہ مي بارد ازیں طاق مقرنس برخیز ۵

مقـالات

دولت بني امیہ اور الہلال ۸

مراسلات

نماز با جماعت ۱۳

الہلال کی اشاعت عمومي ۱۴

باب المراسلۃ والمناظرہ

سیرۃ النبوي اور نقد روایات و آثار (۲) ۱۴

جماعۃ حزب اللہ اور مسلمان خواتین ۱۵

شئون عثمـانیـہ

الاتحاد الاسلامي (۲) ۱۶

داستان خونین ۱۷

مسئلہ ارمینیا ۱۸

تصریحات شاہ یونان ۱۸

نامورانِ غزوۂ بلقان

شہادۃ بطل العربۃ ۱۹

فہرست چندہ زر اعانۂ ہلال احمر ۲۰

تصـاویر

مرقع « افسانۂ دفاع ادرنہ » نمبر ۲ - صفحہ خاص

یورپین ترکي کے بے خانماں مہاجرین ۲

نیـازي بے ۱۹

اتقـو اللہ ایہـا المسلمـون !

ولا تکونوا ، کالذین نسوا اللہ ، فانساھم انفسھم ، اولائک ھم الفاسقون (۵۹ : ۲۰) •

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
این نشـہ بمن گر نبـود با دگرے ہست

(۱) حکمۃ الہیہ اپنے کاموں میں ابتدا سے کچھہ اس طرح کي واقع ہوئي ہے کہ اسکا اوئی کام آزمایشوں اور امتحانوں سے خالي نہیں ہوتا : احسب النـاس ، ان یترکوا ان یقـولوا آمنـا ، وھم لا یفتنون ؟ (۲۸ : ۲۰)

(۲) دعوۃ " من انصاري الی اللہ " میں بھي اولین آزمایش یہ تھي کہ بغیر اظہار و تعین کار کے لوگوں کو اپني شرکت کے طرف بلایا گیا ، اور پھر جنکے دلوں میں سچي طلب تھے ، وہ بغیر فکر اس و آں ، امداد رفاقت ، اور مستعد اعانت ہوگئے : وھم الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون -

(۳) جماعۃ " حزب اللہ " کے مقاصد و اغراض کا مضمون بھی آج کل میں چھپنے کیلیے دیدیا جائیگا اور پھر بصورت رسالے کے طبع ہوگا -

(۴) چونکہ رسالہ مضامین تبلیغ و دعوت کے ساتھہ ھي یہ رسالہ بھی قریب الاختتام ہے ، اسلیے اب علاحدہ اشاعت کي جگہ دونوں کو یکجا شائع کرنا ھی مناسب معلوم ہوا -

(۵) پھر جنکو پیاس ہے ، انھیں کیا ہوگیا کہ " العطش " کی صدا نہیں لگاتے ؟ اور جو روشني کے متلاشي تھے ، یہ کیا ہے کہ وہ روشني کو روشني سمجھنے میں متامل ھیں ؟ پس جلدي کرو ، جلدي کرو کہ عجب نہیں اس جلدي ھي میں تمھارے لیے اصلی آزمایش پوشیدہ ہو - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت ، واللہ یھدي من یشاء الی صراط مستقیم -

لاکهوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیه کی گلیوں میں !!!

الهلال کلکته - سالانه قیمت مع محصول صرف آتهه انه !!!.

آج دفتر الهلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے هیں که " خدا کیلیے یورپین ترکي کے اُن لاکهوں بے خانماں مهاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں هزارها بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے هیں - جنکو جنگ کي ناگهاني مصیبتوں کي وجه سے یکایک اپنا گهر بار چهوڑنا پڑا ' اور جنکي حالت جنگ کے زخمیوں سے بهي زیاده درد انگیز هے - جو مرگئے ' انکو دفن کر دیں' جو زخمي هیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بد نصیب زنده ' مگر مردے سے بدتر هیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الهلال حیران هے که اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئي اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے که هلال احمر کا چنده هر جگهه هو چکا هے' اور تمسکات کا کام بهي جاري هے - مجبوراً جو کچهه خود اسکے اختیار میں هے' اسي کیلیے کوشش کرتا هے -

(۱) کم از کم وه ایک ماه کے اندر دو هزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - هزار کي رقم مخصوص اعانۂ مهاجرین کیلیے فراهم کرنا چاهتا هے ' کیونکه هلال احمر کے مقصد سے جو روپیه دیا جاتا هے ' اسکو خلاف مقصد دوسري جگه لگانا بهتر نهیں - اسکي اطلاع آج هي ترکي میں بهیجدي گئي هے -

اس بارے میں جو صاحب درد اعانت فرمائیں گے فاجره علی الله ،

وانه وه دوسروں پر بار ڈالنے کي جگهه ' خود هي اس رقم کو اپني جانب سے پیش کرنا چاهتا هے -

(۲) اسکي صورت یه هے که بلا شک نقد تیس هزار روپیه دینا دفتر کے امکان سے باهر هے ' مگر یه تو ممکن هے که تیس هزار روپیه جو اُسے مل رها هو' وه خود نه لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامي کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - هزار نهیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نهیں مجهے ۳۰ - هزار روپیه دیتے ' تا که میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا هے که **دفتر الهلال چار هزار الهلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا هے - آج کي تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آتهه روپیه قیمت سالانه الهلال کي دفتر میں بهیجدینگے'** انکے روپیه میں سے صرف آتهه آنه ضروري اخراجات خط وکتابت کیلیے وضع کرکے باقي ساڑهے سات روپیه اس فنڈ میں داخل کردیا جالیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاري کردیا جاے گا - گویا ساڑهے سات روپیه وه اپنے مظلوم و ستم رسیده برادران عثمانیه کو دینگے ' اسکا اجر عظیم الله سے حاصل کرینگے ' اور صرف آتهه آنے میں سال بهر کیلیے الهلال بهي (جو جیسا کچهه هے ' پبلک کو معلوم هے) انکے نام جاري هوجایگا - اس طرح چار هزار خریداروں کي قیمت سے ۳۰ - هزار روپیه فراهم هو سکتا هے اور دفتر الهلال اُسے خود فائده اٹهانے کي جگه ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا هے -

(۵) اس وقت ماهوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط هے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپني تمام آمدني اپنے اوپر حرام کر لیتا هے - دفتر اس وقت تک کئي هزار روپیے کے نقصان میں هے' اور مصارف روز بروز بڑهتے جاتے هیں ' تاهم اس تار کو پڑهکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کر دیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تهي ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں هي کے آگے هاتهه پهیلاتے رهنا' بهتر نظر نه آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپني جیب سے هزاروں روپیه کار خیر میں دیتے هیں - شاید اردو پریس میں یه پهلي مثال هے ' لیکن اسکي کامیابي اس امر پر موقوف هے که برادران ملت تغافل نه فرمائیں اور اس فرصت سے فائده اٹها کر فوراً درخواست خریداري بهیجدیں - ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

یورپین ترکي کے بے خانماں مهاجرین
جامع ایا صوفیا کے سامنے

(۶) الهلال - اردو میں پهلا هفته وار رساله هے ' جو یورپ اور ترکي کے اعلی درجه کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا هے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران' اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر هے - محققانه علمي و دیني مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا هر موافق و مخالف نے اقرار کیا هے - اُس نے هندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براه راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیه" ترکي کے حالات جنگ کے واقعات صحیحه معلوم کرنے کا مخصوص ذریعه هے - "نامورانِ غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکي ایک با تصویر سرخي هے' جسکے نیچے وه عجیب و غریب موثر اور عبرت انگیز حالات لکهے جاتے هیں' جو اپنے مخصوص نامه نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے هیں - مقالات' مذاکرۂ علمیه' حقائق و وثائق' المراسلة و المناظره اسئلة و اجوبتها' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین هیں - آتهه آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نهیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حواله ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشاني پر " اعانۂ مهاجرین " کا لفظ ضرور لکها جاے -

شذرات

اردو پریس علي گڈھ کي ضمانت

گذشته دو سال کے اندر اسلامي مصائب کے ظہور نے مسلمانان هند میں جوش و حرکت کا ایک نیا دور پیدا کردیا - جدید اخبار و رسائل کي تاسیس ' مضامین مہیجه و معرکه کي اشاعت ' مجالس کا قیام ' اور حس و بیداري کے مظاهر نه صرف بڑے بڑے شہروں بلکه قصبوں اور دیہاتوں تک میں پوري سرگرمی سے ظاهر هوے اور اسکا سلسله اب تک جاري ہے -

یه زمانه مسلمانوں کے مصائب کے شدید ترین دور کا آغاز تها ' اور اسلام کي خانه ویراني جیسي اب هوئي ' صدیوں سے نہیں هوئي تهي - غفلت کے بعد ناگہاني هشیاري ' اور خواب کے بعد اچانک بیداري همیشه خطروں سے پر هوتی ہے ' اور دل سے اٹهے هوے جذبات دماغ کي دانشمندیوں کے تابع نہیں هوتے ' ایسي حالت میں کچهه بعید نه تها که جوش و خروش میں هر طرح کي بے اعتدالیاں هوتیں ' اور امن و سکون میں قسم قسم کي خلل اندازیاں پیدا هوجاتیں - تاهم برٹش انڈیا کي تاریخ میں یه واقعه همیشه یادگار رهیگا که با ایں همه حالات عقل برانداز ' و حوادث هوش افگن و شکیب ربا ' راس کماري سے لیکر کشمیر تک ' تمام مسلمانان هند نے کوئي حرکت امن و قانون کے خلاف نہیں کي ' اور اگر ایجي ٹیشن کا کچهه ظہور بهي هوا ' تو وهي مجلس آرائیوں اور رزولیوشنوں کے پاس کرنے میں ' یا چند لمحوں کي گرم تقریروں ' اور مجامع و مجالس کي گاه گاه اٹهنے والي سرد آهوں میں -

هم سب کچهه سنتے تهے ' اور سب کچهه جانتے تهے - هم یورپ کے وزارت خانوں سے بے خبر نه تهے ' اور انگلستان کي موجوده وزارت خارجیه کے نظارے سے بهي انکهیں بند نه تهیں - جنگ کي خوں ریزیاں ' اور صلح کی امن جویانه دهمکیاں ' دونوں همارے سامنے تهیں - هم نے اُن خونچکاں لاشوں کو بهی دیکها ' جنکا خون جنرل کذیوا کي شمشیر برهنه سے ٹپک رها تها ' اور پهر هم نے اُن جلتے هوے گهروں ' اُن توده خاکستر آبادیوں ' اور اُن تڑپتي هوي لاشوں پر بهي نظر ڈالي ' جس سے جنگ بلقان کے حدود ارضي کے مختلف گوشے نظاره گیان عالم کیلیے جگر پاش اور زهره گداز تهے ' تاهم هم کو جواب دیا جاے که هم نے کیا کیا ؟ اور هم کو بتلایا جاے که هم نے کیا چاها ؟ وه وسیع مجمع انساني ' جسکي تعداد سات کروڑ سے متجاوز بتلائي جاتي ہے ' کیا ممکن نه تها که اس موقعه پر اپنے تئیں انسان قرار دیکر ' جذبات طبعي سے مجبور انسانوں کي طرح ' کچهه نه کچهه بے عنوانیاں کرگذرتا ؟ مگر سواے اُس درد حسرت و ماتم کے ' جو کبهي کبهي اس مجمع سے اٹها ' اور سوا اُن صداهاے فغاں سنج و الغیاث کے ' جو لا حاصل و ناکام اس آبادي کي وسعت سے بلند هوئیں ' کوئي صداے قانون شکن ' کوئي حرکت بغاوت آمیز ' کوئي سعي مخالفت حکومت ' ایسي هوئي جو سامنے لائي جا سکتي ہے ؟

میں بلا خوف تغلیط کہتا هوں که انساني مجامع کے غم و اندوه اور اضطراب و اضطرار کي اگر کوئي تاریخ مرتب کي گئي هو ' تو مسلمانان هند کے گذشته دو ساله سکون و امن اور خاموشي و قانون پرستي کي اسمیں شاید کوئي نظیر نہیں ملے گي -

قوم اور ارکان حکومت ' دونوں اس سے بے خبر نہیں هیں که الہلال اپنے اصلي دلي خیالات کے بے کم و کاست اظہار میں نہایت مسرف ہے ' اور اسمیں اور عام مسلمانوں میں یہي فرق ہے که انکے دل میں وه ہے ' جو اسکے زبان پر ہے ' پر انکي زبان پر وه نہیں ہے ' جو اسکے قلم پر ہے - اسلیے مجهے یه کہدینے میں کوئي باک نہیں که اس تمام عرصے میں مسلمانان هند کي خاموشي و امن دوستي حد تفریط تک پہنچ گئي ہے - اور وه قانون کے احترام اور امن کے ساتهه رهکر جو کچهه کرسکتے تهے ' افسوس که انہوں نے نہیں کیا -

پهر یه حکومت اور رعایا ' دونوں کیلیے ایک نہایت ضروري سوال ہے که اس عجیب و غریب حالت کے اسباب کیا تهے اور کیا هیں ؟ کل کي بات ہے که لارڈ کرزن کے زمانے میں دبي هوئي وطني شورش نے ظہور کیا ' اور چند سالوں کے اندر هي اندر خطرناک جوش و خروش اور خوں ریزانه اقدامات تک معامله پہنچ گیا ' اور اب تک قائم ہے - حالانکه اسکے لیے بظاهر جوش و خروش پیدا کرنے کے ایسے اسباب قوي نه تهے ' جو پچهلے دو سالوں کے اندر مسلمانان هند کو پیش آے ' اور جسکے نتائج معزنه ابهی انکے سامنے سے هٹے نہیں هیں -

یه کیوں ہے که اس تمام عرصے میں ایک مسلمان هاتهه بهي کسي خلاف قانون حکومت عمل کا مجرم نہیں هوا ؟

یه ایک سوال ہے ' جسکے جواب پر غور فرمانے کي هز انر سر جیمس مسٹن بالقابه کي گورنمنٹ کو سب سے زیاده ضرورت ہے -

میں پورے یقین اور وثوق سے کہه سکتا هوں که اسکا سبب صرف ایک هي ہے ' اور سبب اصلي و قوي همیشه ایک هي هوا کرتا ہے - دنیا میں اسطرح کے واقعات همیشه گذرے هیں ' اور انکے حالات و نتائج نے همارے لیے بحث و راے کا راسته صاف کردیا ہے - اُن پر نظر ڈالیے ' اور ان سے بهي قریب تر خود هندوستان کي گذشته ده ساله تاریخ کو دیکهیے - صاف صاف نظر آئیگا که اس کا سبب اصلي اسکے سوا اور کچهه نہیں هوسکتا که لارڈ هارڈنگ کي دانشمند و مدبر ' اور کاردان و حوادث اندیش گورنمنٹ نے اس تمام زمانے میں روک ٹوک اور جا و بیجا سختي و پرسش کي پالیسي پر عملدر امد نہیں کیا ' اور مسلمانوں کو انکی اصلي حالت پر چهوڑ دیا - انکے کاموں میں کسي طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالي ' انکے مجامع و مجالس میں کوئي علانیه مداخلت نہیں کی گئي ' اور هر موقعه پر گورنمنٹ نے اپنے تئیں ان تمام امور پر بے توجه ظاهر کیا ' اور اگر جوش و خروش کے ظہور میں بعض سخت گیر کار فرماؤں ' اور حلقه هاے احتساب کو کوئي بات قابل گرفت نظر آئي بهي ' تو اسکي بنا پر کوئي کارروائي نہیں کي گئي -

یه ایک قدرتي بات ہے که انساني قلوب کا جوش ' دبانے سے اچهلتا ' اور پٹکنے سے کودتا ہے - اسکی مثال ایک ابلتے هوے چشمے ' یا اچهلتے هوے فوارے کي سي ہے ' که جسقدر اسکي راه میں رکاوٹ ڈالي جاتي ہے اتنا هي وه زیاده قوت اپنے اندر حاصل کرلیتا ہے - پس اس دانشمندانه اور مستحق تحسین پالیسي کا نتیجه یه نکلا که جوش و خروش اور حسیات و جذبات کو زیاده ابهرنے اور زیاده قوت و طاقت حاصل کرنے کا موقعه نہیں ملا ' اور وه مثل ایک ایسے درخت کے هوگیا ' جسکو تخم اور زمین تو میسر آگئي تهي ' لیکن آفتاب کي تپش اور پاني کي رطوبت میسر نہیں آئي - کیونکه دلوں کے جوش و خروش کیلیے سختي اور سخت گیري مثل حیات بخش پاني کے ' اور مثل نامیه افزا تپش و حرارت کے ہے - اسکو اگر دبانا مقصود ہے تو پاني نہیں دینا چاهیے - پر اگر پاني دیا گیا تو وه پهلے پهولیگا ' اور اسکي جڑیں زمین

کے اندر' اور شاخیں اسکے اوپر دور دور تک پھیل جالیں گی !

گورنمنٹ کي یہ ایک اصلي دانشمندي اور ٹھیک ٹھیک قابلیت حکومت فرمائي کا استعمال تھا' اور ہمارے عقیدے میں اگر ایک طرف لارڈ ہارڈنگ کے کارناموں کي تاریخ میں انکا مشہور مراسلۂ تاریخي ' تقسیم بنگال کي تنسیخ' اور پھر حادثہ دھلي کے بعد تحمل و ضبط کا قابل تعریف ظہور' یادگار رھیگا ' تو اسي کے ساتھہ یہ دانشمندانہ طرز عمل بھي تعریف و توصیف کے ساتھہ یاد کیا جاے گا ' جو انہوں نے جنگ طرابلس کے بعد سے اس وقت تک اسلامي جوش و خروش کے متعلق اختیار کیا -

و یہ اسکا درحقیقت وہ قدرتي اور طبیعي سبب اصلی ھے' جس کي قوموں اور ملکوں کي گذشتہ تاریخ اور موجودہ حوادث سے تصدیق ھوتي ھے ' لیکن اسکے بعد اسکے ذیل میں بعض اور اسباب بھي قرار دیے جاسکتے ھیں ' اور انمیں اولین وجہ مسلمانوں کي یہ نمایاں قومي خصلت بھي ھے کہ وہ صبر و تحمل کے عادي اور فتنۂ و شر سے گریزاں رھتے ھیں' اور اپني اسي خصلت کي بے اعتدالانہ تفریط کے نتائج ھیں ' جو مقدونیا میں حاصل کرچکے ھیں -

یقیناً اس گذشتہ دو سال کے اندر انہوں نے یہ بھي ثابت کردیا کہ جوانۂ اضطراب و جوش کا کیسا ھي ھجوم ھو' مگر حزم و احتیاط اور امن و سکون کا سر رشتہ انکے ھاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتا -

٭ ٭ ٭

یہ حالت تھی' مگر نہایت افسوس کے ساتھہ اب مسلمان دیکھیں گے کہ صوبجات متحدہ کي گورنمنٹ اس پالیسي کو ھاتھہ سے دے رھي ھے' اور اسکا بہت بڑا عملي نمونہ اُردو پریس علي گڈہ کي ضمانت ھے -

اُردوے معلی کے مضمون پر گرفت نہیں کي گئي ' اسمیں پولیٹکل مباحث کا حصہ عرصے سے نادر اور کالمفقود ھے -

اسکے ایڈیٹر کا صرف یہی جرم نظر آتا ھے کہ اس نے اسلامي حسیات و جذبات کے اظہار میں حصہ لیا' اور اخیري دنوں میں ملکي مصنوعات کے طرف توجہ ' اور غیر ملکي مصنوعات سے احتراز دلانے کیلیے کوشش کي - اسکا نتیجہ یہي ھوگا کہ مسلمان ' جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں کي اعانت ' اپنے مستقبل' اور اصلاح حال میں مصروف تھے ' اور حکومت کے طرف سے بالکل مطمئن تھے کہ وہ انکي پر امن مساعي و حرکات سے کوئي تعرض کرنا نہیں چاھتي ' یکایک محسوس کریں کہ شاید واقعۂ نفس الامر ایسا نہیں ھے' اور یہ انکے جوش کیلیے ایک قوت افزا روک کا کام دے - پھر انکا جوش بڑھے ' اور جذبات میں ایک نئي حرکت پیدا ھو - حکومت کو غور کرنا چاھیے کہ اس نئے جوش کي ذمہ داري کیا پالیسی کے اس تغیر ' اور سخت گیري پر نہوگی ؟

کیا اسکي ضرورت نہیں ھے کہ لارڈ ہارڈنگ کي دانشمند گورنمنٹ اس مسئلہ پر توجہ کرے ؟

ھفتۂ جنگ میادي صلح پر ابھي تک دستخط نہیں ھوے ھیں - حلقہ ھاے سیاسیہ میں یہ التواء " پر اسرار " سمجھا جارھا باعث التواء کون ھے ؟

کل کي تار برقي سے معلوم ھوتا ھے کہ یہ بھي ابھي عالم اسرار میں ھے' مگر ابتدائي تاربرقیوں میں سب سے پہلے اس باب میں جسکا نام لیا گیا تھا ' وہ سرویا تھي -

٢١ - کو ریوٹر نے اطلاع دي تھي کہ سرویا کي راے ھے کہ اسکے متعلق بعد اھم معاملات میں دول کا فیصلہ کافي طور پر لازمي نہیں - وہ دستخط سے قبل ضمانت چاھتي ھے - اسي تاریخ کے دوسرے تار میں جو یہاں ٢٢ - کو موصول ھوا ' یہ بیان کیا گیا تھا کہ حلفاء بلقان کي طرف سے سرویا نے سر ایڈورڈ گرے سے ان ترمیمات کے متعلق مراسلت کي ' جو صلحنامہ میں وکلاء بلقان نے ایک جلسے میں تجویز کیے ھیں - اس جلسے میں ڈاکٹر ڈنیف وکیل بلغاري بھي شریک تھا - مگر اس نے ایک تجویز بھي ان ترمیمات کي بابت پیش نہیں کي - ان ترمیمات کا جو حصہ ظاھر کیا گیا ھے وہ یہ ھے کہ پیرس کے مالي کمیشن میں بلقانیہ وکلا کی وھي حیثیت ھو جو دیگر وکلاء دول کي ھوگي - نیز یہ کہ جنگ سے پہلے کے عہد نامے اسوقت نافذ رھیں ' جب تک کہ ایک دوسرا وسیع عہد نامہ تیار نہ ھوجائے -

ریوٹر کا یہ بھي بیان ھے کہ ترکي اور بلغاري وکلاء نے سر ایڈورڈ گرے سے کہا ھے کہ یہ دول کا فرض ھے کہ وہ بقیہ حلفاء بلقان کے دستخط حاصل کرنے کے لیے کوئي تدبیر اختیار کریں - اور یہ کہ دول نے انکو فہمایش کي ھے ' اور یہ کہا ھے کہ اگر انہوں نے اصرار کیا تو عجب نہیں کہ وہ ان فواید کو ضائع کردیں جو انکو عدم اصرار کي صورت میں حاصل ھوسکتے تھے -

---

خانہ جنگي حلفاء بلقان کے تعلقات کي حالت دیکھیے کب تک درست رھتي ھے ؟ بلغاریا کے خلاف ' سرویا اور یونان میں ایک معاھدہ کے وجود میں اب کوئي شک نہیں رھا - ٢٦ - کو سالونیکا کا تار ھے کہ کیوالا سے کسي قدر فاصلے پر بلغاري اسکویڈرن نے یونانیوں پر آتشباري کي - اسکے علاوہ پیگھین میں بھي جنگ ھوئي - سرکاري طور پر بیان کیا گیا ھے کہ اس جنگ میں یوناني نقصانات کي تعداد ٣٩ - مقتول اور ١٣٧ - مجروح ھیں -

طرابلس الغرب

بنغازي سے ١٩ - کا تار ھے کہ سیدي غربي اور اسیلاني کے مرکزوں پر کل اطالوي فوج کا سیلاب نہایت زور کے ساتھہ امنڈا ' جسکو عربوں نے پیچھے ھٹا دیا - اسکے بعد عربوں نے اطالویوں پر ایک غیر مترقبہ حملہ کیا' مگر کمک پہنچنے کے بعد عربي حملہ بھي پسپا کردیا گیا - اطالوي نقصانات کي مقدار ٧ - افسر ٧٢ - سپاھي مقتول ' اور ٢٩ - افسر اور ٢٥٠ - سپاھي مجروح ھے -

٢٤ - مئي کے روما کے تار میں بیان کیا گیا ھے کہ پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں صیغہ جنگ کے انڈر سکریٹري نے یہ تسلیم کیا کہ ٤ - توپیں ضائع ھوئیں لیکن اسکے ساتھہ یہ بھي کہا کہ تسلیم سے قبل وہ بیکار کردي گئي تھیں - اس نے بتایا کہ موجودہ زمانے میں عہد قدیم کے تعصبات کے برخلاف ' توپوں کے مقابلہ میں انسان زیادہ قابل ترجیح سمجھے جاتے ھیں !!

اسي تاریخ کو سینٹ میں وزیر مال نے اعلان کیا کہ اس سال فاضلات میں ٦٥ - ملین لیر (ایک اطالي سکہ) ھیں جن میں سے ٤٢ - ملین ان مصارف کي ادائگي کے لیے رکھے گئے ھیں جو جنگ طرابلس کي وجہ سے ھوئے - اور ١٩ - ملین بیڑے کي ترقی میں -

سقوطري میں بین القومي قبضہ ھوگیا - فوج بارکوں میں مقیم کي گئی ھے -

باشندوں کي حالت اچھي ھے - لا سلکي (وائر لیس) اور دیگر امور نفعہ (پبلک ورکس) کے لیے کوشش کیجارھي ھے -

الهلال

۲۱ - جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری

فتنه مي بارد ازیں طاق مقرنس بر خیز !

أامنتم من فی السماء	خدا جو آسمان میں ہے کیا تم اُس کے
ان یخسف بکم الارض	جلال سے نڈر ہوگئے ہو کہ زمین میں تم
فاذا هي تمور ؟ - ام	کو دھنسا دے اور وہ پڑے جھکولے مارا
امنتم من في السماء	کرے ؟ یا جو آسمان میں ہے تمہیں اُس کے
ان یرسل علیکم حاصبا	غضب کا خوف نہیں رہا کہ تم پر پتھراؤ
فستعلمون کیف نذیر ؟	کرے ؟ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا
(۶۷ : ۱۳)	که همارا ڈرانا کیسا تھا ؟

سنه ۱۰۶۴ - ع - کا واقعه هے که جزیرهٔ صقلیه (سسلي) پر توحید کي حکومت تهي - بحر ابیض متوسط کے تمام سواحل میں الله اکبر کے نعرے گونج رهے تهے - سنه ۸۳۶ ع میں یه علاقے علم اسلام کے زیر سایه آئے تهے - اس واقعه کو ۲۲۸ - برس گزر چکے تهے ' اور اس مدت مدید میں اسلامي تمدن نے سسلی میں اچهي طرح جڑ پکڑ لي تهي - سسلي کا طبي کالج تمام یورپ کا مرجع و مآب بن رها تها' پلرمو کي عظیم الشان درسگاه سے مغربي دنیا تهذیب و شایستگي کا سبق لیتي تهي - تعلیم عام بهی تهي اور مفت بهي - تربیت کا ایسا اچها انتظام تها که همارے بورڈنگ سسٹم (نظام اقامت) سے اب تک ایسے نتایج پیدا نهو سکے - همارے کالج و یونیورسٹي تو آزاد بهي نهیں هیں اور دائرهٔ اثر بهي محدود هے ' مگر سسلي کي عربي درسگاهیں اس خصوصیت میں اس حد تک ترقي کر گئي تهیں که یورپ کي متعجبانه نگاهوں میں یه باتیں ایک طرح کا جادو نظر آتي تهیں - یه سب کچهه تها اور ترقي کے بیشتر ذرایع فراهم تهے ' لیکن جیسا که موسیو سیدیو نے خلاصه تاریخ العرب (صفحه ۱۷۷ و ۱۸۱) میں تشریح کي هے' مسلمانوں میں بڑي کمی یه تهي که نه اُن کو اپني حالت کا احساس تها ' اور نه اُن میں کوئي مرکزي وابستگي تهي - هر ملک کے مسلمان اپنے اپنے حال میں مگن تهے - کسي کو کسي سے اتنا بهي تعلق نه تها جتنا چین کے ایک بهت هي معمولي یوروپین کے رنج و راحت سے سر ایڈورڈ گرے کي نظارة خارجیه کو هوسکتا هے - بے حسي کا یه عالم تها که جزائر بلیارہ کے مسلمان ذبح کر ڈالے گئے' جزیرهٔ قندیه چهن گیا ' جنوبي اطالیه کے بیشتر علاقے صلیب کے زیر حکومت چلے گئے ' مگر کسي درد مند دل میں ٹیس بهي نه اٹهي - نتیجه یه هوا که سنه ۱۰۶۸ ع سے سنه ۱۰۷۱ ع تک میں توحید کے تمام مقبوضات تثلیث نے غصب کر لیے - سنه ۱۰۹۸ ع میں جزائر مالطه کي شامت آئي - سنه ۱۱۲۵ ع میں سواحل افریقیه کي نوبت پہونچي - سنه ۱۱۴۸ ع میں صفاقس و سوس و مهدیه و قیروان و تونس جاتے رهے ' اور بحر ابیض متوسط میں اسلامي حکومت کا بالکل هي خاتمه هوگیا - موحدین نے بعد میں کچهه علاقے واپس تو لیے ' اور تعمیر حکومت کي داغ بیل بهي پڑ گئي - مگر یه تعمیر بهي عام بے حسي و عدم مرکزیة کي برکت سے میرزا غالب کي اُس تعمیر سے کم نه تهي - جسکي نسبت خود اُن کو شکایت تهي :

هیولی برق خرمن کا هے خون گرم دهقاں کا !

گیارهویں صدي کے انهیں واقعات کا اعاده آج بیسویں صدي میں هو رها هے - جنگ بلقان نے یورپ سے اسلامي حکومت کا خاتمه کر هي دیا - ایشائي ممالک باقي رهے تهے' جن میں عرب و مضافات عرب کو مخصوص اهمیت حاصل تهي - لیکن ۱۴ - مئي سنه ۱۹۱۳ع کو' جس کي تفصیل لندن ٹائمز نے ۱۷ - مئي کي اشاعت میں درج کي هے - اس میں بهي گهن لگ گیا -

(۱) عرب کے مشہور ساحل جزیره " کویت " پر برطانیه عظمی کا باقاعده شاهي اثر تسلیم کرلیا گیا - باب عالي کي صرف نام کي سیادت ره جائیگي - جزیرے کے استقلال ' شئون حکومة ' معاملات داخلیه ' اوضاع سیاست - ولایت عهد ' غرضکه هر ایک بات سے ترکي سلطنت بے تعلق هوگي' اور برطانیه و کویت کے مابین جو معاهده هوا هے ' اس کو نافذ الاثر سمجهیگي -

(۲) جزائر بحرین و مسقط و القطر سے باب عالي کے شاهي حقوق معدوم هو گئے اور نشر نفوذ کا حق انگلستان کو حاصل هوگیا - خلیج فارس میں روشنی کرنے - منقذات (جان بچانے والي کشتیوں) اور خضراء (پرایس محافظ) کا نظم ونسق بهي اُسي سے متعلق هوگا -

(۳) شط العرب میں انگریزي اثر غالب هوگا - دریاے دجله و فرات میں جہاز راني کے لیے برطانیه عظمی کو خاص حقوق و مراعات حاصل هونگے -

(۴) ایک عثماني کمیشن کے ذریعه سے جس کي وضع و ترکیب میں برطانیه کو طاقتور حصه ملیگا ' شط العرب میں جہاز راني ' اور بندرگاهوں میں حکومت کے مسائل طے کیے جائینگے - عام انگریزي راے اس باب میں یه هے که کمیشن کے معاین و مهندس ' دونوں شاخوں کے اعلی افسر انگریز هونے چاهیئیں - ورنه انگریزي فوائد کے حصول میں خاطر خواه کامیابي نهوگي -

(۵) بصره و بغداد کے مابین تاسیس ریلوے کا آخري حق برطانیه کو حاصل هوگا - بغداد ریلوے کي نظارت (ڈائرکٹروں کي مجلس) میں کم از کم دو انگریز افسر هونگے ' جن کے ذریعه سے خرید و فروخت پر نگراني اور مالیه کے انتظام میں امتیازي سلوک روا نه رکهنے کے فرائض انجام پایا کرینگے - اس معاهده کو گویا مکمل سمجهنا چاهیے - ۱۷ - مئي کو معاهده کے اُس حصه پر جو مسئله کویت و حدود بصره سے متعلق هے دستخط هوچکے هیں - بقیه هنوز غیر موثق هے - اُن پر بهی کچهه مدت کي گفت و شنفت کے بعد دستخط هو هي جاینگے ' اور رسول الله صلے علیه وسلم کے دیار سے اسلامي حکومت کے خاتمه کي تحریک کے لیے ایک غیر متوقع سبیل نکل آئیگي - اس معاهده کي تکمیل سے انگریزوں کو جو نفع هوگا ریوٹر ایجنسي نے ۱۷ - مئي کے تلغرافات میں اُس کي یوں ترجماني کي هے که " مشرق اوسط میں تجارتي فوائد برطانیه کي ترقي و تقویت کے لیے یه معاهده ایک نهایت اهم واقعه هوگا " اور ترکوں کو جو ضرر پهونچیگا اُس کا اندازه ۱۵ - مئي سنه ۱۹۱۳ ع پایونیر کے اُس فقره سے هوسکتا هے جو اُس نے مشہور یوروپین اخبار " جرنل " سے نقل کیا هے که " ان معاهدوں کو ایشیائي روم کي تقسیم کا آغاز خیال کرنا چاهیے "

فرانس نے ارض شام پر قبض و دخل کي پیشرفت کے لیے مطالبات کیے هیں (۱) مدارس (۲) ریلوے (۳) بنادر (۴) اور اُن

تمام معاملات میں جن کو فرانس سے کسی قسم کا بھی تعلق هو سکتا هے، مخصوص رعایتیں مانگی هیں - اور مطالبۂ مراعات کو زور دار بنانے کے لیے ۱۸ - مئی کو جنگی طیاریوں کی تکمیل کے نام سے ۴۲ - کرور فرنک کا زائد خرچ بھی فوج کے لیے منظور کیا هے تاکہ ترک ان طیاریوں کی دھمکی میں آکر، مطالبات منظور کرلیں -

اس نازک وقت میں صرف ایک جرمنی هے جو عثمانیوں کی معیۃ کا دم بھر رهی هے - مگر امریکن رسالہ " لٹریری ڈائجسٹ " کا بیان اگر صحیح هے تو اناطول میں وہ بھی دوستانہ طریق پر جرمن اثر بڑھانے کے درپے هے -

یہ تو اغیار و اجانب کی پیدا کی هوئی مشکلیں هیں - لیکن مسلمان بھی اس مشکل آفرینی میں هیٹے نہیں - عثمانی ممالک میں لامرکزی کے اصول پر هر ایک صوبہ کو خود مختار کردینے کے لیے مصر میں بے وقت ایک مرکزی انجمن قائم کرائی گئی هے - یکم مئی سنہ ۱۹۱۳ ع کو اس کا جلسہ تھا، جسمیں فرانس کو توجہ دلائی گئی کہ ترکی میں مداخلت کرکے لامرکزی کی بنیادیں محکم کرادے (!!!) ولایت بصرہ کی اصلاح کے لیے باب عالی نے نئے نظم و نسق کا اعلان کیا تھا - کامل پاشا کی تحریک لامرکزی جوش پھیلانے میں کامیاب هوهی چکی هے - المؤید پہلے هی سے شیوخ بصرہ کی تائید میں تار شائع کرچکا هے - باب عالی کا اعلان اصلاح اظہار فساد کا ایک بہانہ بن گیا - اهل بصرہ بگڑ کھڑے هوے - انگریزی جنگی جہاز " سلوپ ایارث " مداخلت کی تاک میں منتظر تھا - حفاظت عامہ کے نام سے ساحل پر لنگر ڈال دیے - ۴ - مئی سے اب تک وهیں گرد آوری کر رها هے -

ارض مصر میں بھی ترکوں کی رهی سہی حالت خرخشہ سے خالی نہیں - یہاں ترکی سلطنت کی جانب سے ایک هائی کمشنر رهتا هے - آجکل یہ عہدہ رؤف پاشا سے متعلق هے - لارڈ کچنر کو اصرار هے کہ آیندہ کے لیے یہ عہدہ باقی نہ رهنے پائے - باب عالی نے رؤف پاشا کا ایک دوسرا قائم مقام تجویز کیا تھا، مگر بقول المؤید وغیرہ لارڈ ممدوح کے اشارہ سے مصری گورنمنٹ رضامند نہوئی، اور یہ مسئلہ یوں هی رهگیا - حال میں خدیو مصر نے ایک عام دعوت کی تھی، جس میں تمام سفرا و قناصل طلب کیے گئے تھے - لیکن عثمانی کمشنر کی خبر تک نہ لی گئی (؟!).

دوسرے اسلامی ممالک میں بھی مسلمانوں پر بڑی مصیبتیں هیں - پچھلے مہینے میں فرانس نے طنجہ کے ایک مسلمان اخبار نویس کو محض اس جرم میں حبس دوام کی سزا دیدی هے کہ مسلمانان مراکش کو بیدار کرنے والے مضامین اس نے کیوں شائع کیے؟ تونس کا ملک اس وقت فرانس کے ماتحت هے - اس میں اور اس کے همسایہ الجزائر میں عموماً عربوں کی آبادی هے - پچھلے سال تونس میں پندرہ لاکھ ۱۹ - هزار ۷۸۵ - ایکڑ زمین عربوں کے زیر کاشت تھی - پیدا وار میں عشر کا طریقہ رائج هے، جس سے گورنمنٹ کو ۱۷ - ملین فرنک کی آمدنی هوئی - فرانسیسیوں اور فرانسیسی یہودیوں کے قبضہ میں نو لاکھ ۹۴ - هزار ۱۴۰ - ایکڑ اراضی هے، مگر وہ هر طرح کے محصول سے معاف هیں - فرانس کو ان سے ایک پائی بھی وصول نہوئی - عربوں نے اور ان کے قائم مقام اخباروں نے جب اس پر قانونی اعتراض کیا، تو ان سے ضمانتیں طلب هوئیں اور دو هفتہ کے لیے ایک اخبار کی اشاعت روک دی گئی - پیرس کے نیم سرکاری اخبار " طان " نے نمبر ۱۸۵۶۱ (۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع) کی اشاعت میں اصول استعمار پر بحث کرتے هوے جمهوریۂ فرانس کو مشورہ دیا تھا: " حکام کا فرض هے کہ فرانسیسی مستعمرات کے باشندوں میں جس قدر ممکن هو وجوہ عداوت و ذرایع مخالفت پیدا کرتے رهیں، کیونکہ خیریت اسی وقت تک هے کہ مسلمان باهم دست و گریبان رهیں " الجزائر میں اس مشورہ کی خصوصیت کے ساتھہ قدر کی گئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے منازعے پیدا کیے گئے، مگر جنگ بلقان و طرابلس نے عام اسلامی مصائب کا احساس اس قدر وسیع کر رکھا تھا کہ تمام نزاعیں فراموش هوگئیں، اور فرانسیسیوں کا یہ جادو بھی کارگر نہو سکا - نائن ٹینتھہ سنچوری کی تازہ اشاعت میں موسیو فیلپ میلیٹ لکھتے هیں: "الجزائر بھی اب بیدار هو رها هے - انگلستان کو مصر میں جو زحمتیں پیش آئی هیں، وهی دقتیں فرانس کو یہاں پیش آنے والی هیں - الجزائر کے عرب بھی استبداد و اضطہاد کے نتایج محسوس کرنے لگے هیں، اور ان میں بھی حقوق انسانیت کے مطالبے کے جذبات پھیل رهے هیں - الجزائر کی حکومت نام کو آئینی هے مگر اس کا پرداز عمل بالکل هی استبدادی هے - باشندوں کو هر قسم کے ٹیکس دینے پڑتے هیں، مگر فرانسیسیوں کو یہ سب معاف هے - کسی عرب پر کیسا هی ظلم هو، فرانسیسی کے مقابلے میں اس کی کوئی آواز نہیں سنی جائیگی، بلکہ اور اسے قانونی شکنجہ کی کشا کشی برداشت کرنی پڑیگی - یہ ناقص نظام حکومت اب دیر تک قائم نہیں رهسکتا - فرانسیسی پارلیمنٹ کو مسلمانوں کے لیے بھی مساوات و انصاف کے حقوق دینے هونگے - ان کے فوائد بھی ملحوظ رکھنے پڑینگے، اور حکمرانی میں ان کو بھی شریک کرنا هوگا "

ایران و ایشیاے کوچک پر نظر ڈالو تو ان کو سب سے زیادہ روس مشق ستم بنانے کی کوشش هو رهی هے - ریویو آف ریویوز کے اپریل کے نمبر میں " ایشیاے کوچک کی مشکلات " پر موسیو ارٹو وان کرسٹرز کا ایک مبسوط مضمون شائع هوا هے، جو اصل میں آسٹریا کے مشہور اخبار " آسٹریسز وائڈ شو " سے ماخوذ هے - اس مضمون کا ما حصل یہ هے کہ " روس اپنی سلطنت کو وسط ایشیا و سائبریا میں وسیع کرنے کے لیے صدیوں سے کوشش کر رها هے، جس کی خاص غرض یہ تھی کہ روسی گورنمنٹ کے لیے سمندر میں ایک نہ ایک مرکزی بندرگاہ مخصوص هو جاے - لیکن ابھی تک نہ یہ کوشش بار ور هوی نہ کوئی ثمرہ نکلا - سوال یہ هے کہ فارس و ایشیاے کوچک میں روس کے فوائد کیوں پامال رهیں؟ شہنشاہ پطرس اعظم نے دربند و باد کوبہ (باکو) کے علاقے جس طرح ایران سے لیے تھے - سنہ ۱۸۲۸ع میں ایرانی صوبۂ اریوان جن شاطرانہ چالوں سے روس کے قبضہ میں آیا - ترکوں نے شمالی ارمینیا کے علاقے جن وجوہ سے روس کی نذر کیے - سنہ ۱۸۳۸ع میں اضلاع قارص و باطوم جس حکمت عملی سے پطرسبرگ کی حکومت میں شامل هوے - اسی دور کا تسلسل اب بھی کیوں نہ رهے - اور رفتار سیاست منحرف کیوں هو جاے؟ روس نے اپنے اغراض کی تکمیل کے لیے جو دقیق روش اختیار کر رکھی هے، اس پر غور کرتے هوے انسان محو حیرت بن جاتا هے - سنہ ۱۹۰۷ع کے معاهدۂ روس و انگلستان نے شمالی ایران کی قسمت روس سے وابستہ کر رکھی هے - ایک روسی سرمایہ دار کو گورنمنٹ ایران کی جانب سے اجازت مل چکی هے کہ تجارتی کشتیوں کے لیے ارومیہ میں ایک اسٹیشن قائم کرلے - اس اجازت کا مدعا اس وقت صاف هو جاتا هے جب ان امتیازات پر نظر پڑتی هے جو روس نے اصفہان سے تبریز، تبریز سے قزوین - اور اصفہان سے ارومیہ تک ریلوے لائینیں جاری کرنے کے لیے حاصل کیے هیں - اور جن سے شمالی مغربی طہران کے ڈیڑہ سو کیلو میٹر مربع کے علاقے اس کے زیر اثر آگئے هیں - با ایں همہ هنوز کسی مرکزی بندرگاہ کے حصول میں کامیابی نہیں هوئی - نہ

خلیج فارس ھي میں کار برآري ھوئي اور نہ بحر ابیض متوسط ھي میں کام نکلا - ایران کي آٹھہ سو کیلو میٹر مربع زمین پر اس وقت روس قابض ہے - لیکن جس سلطنت کے مقبوضات یورپ کے ڈانڈے ایشیاے کوچک سے ملے ھوں - جس کي دس ھزار کیلو میٹر کي لانبي ریلوے لائن نے مشرق و مغرب کي حدیں ایک کردي ھوں - ایسي بے سود و بے نتیجہ نمایشیں اُس کے لیے کیا مفید ھو سکتي ھیں ؟ "

اس ترغیب و ترھیب کا مفاد ظاھر ہے - ایران کي آزادي سلب ھو گئي - جنوب و شمال کي طوفاني ھواؤں نے بنیادیں ھلا دیں ' زندوں کي جانیں قربانگاہ استبداد پر بھینٹ چڑھائي گئیں' اور مُردوں کي ھڈیوں سے چیل کوؤں کو دعوت دي گئي - یہ سب کچھہ ھوا اور ھورھا ہے - مگر مضمون نگار کي راے میں ابھي یہ کافي نہیں - وہ چاھتا ہے کہ کل کو آنے والي قیامت ابھي اور آج ھي کیوں نہ آجاے ؟ طہران میں حکومت کے مٹتے ھوے خط و خال کیوں باقي رھیں ؟ اور کیوں نہ خلیج فارس میں ایک مرکزي بندرگاہ کے بہانے احمد کي سلطنت نکولس کے لیے ایک خوشنما و خوش سواد مستعمرہ (کالونی) کي شکل میں تبدیل نہ ھو جاے ؟

دوسري صورت یہ بتائي گئي ہے کہ " اسکندرونہ " پر قبضہ کرلینے سے روس کی وہ غرض پوري ھو جائیگي جس کا خواب دیکھتے ھوے مدتیں گزر گئیں - یہ مقام جو اس وقت ترکوں کے زیر حکومت ہے' بحر ابیض متوسط کا ایک نقطۂ مرکزي ' بغداد ریلوے کا ایک اسٹیشن ' اور جزیرۂ قبرص (سائپرس) کے بالمقابل واقع ہے - اسکندر اعظم کي نظروں میں اس بندرگاہ کي بہت بڑي اھمیت تھي' اور اُسي کے نام پر یہ مشہور بھي ہے - لیکن مشکل یہ ہے کہ اس پر سکہ بٹھانے کے لیے ھولناک خونریزیاں کرني پڑینگي ' اور باشندگان " و شزل " اور " اودیل " کے مابین بڑے معرکہ کا رن پڑیگا - آجکل تو یہ شہر صرف جرمني کے دائرۂ اثر میں واقع ہے' لیکن اس کا مستقبل صاف بتا رھا ہے کہ آگے چل کر ایک مشہور جرمن بندرگاہ اور بحر ابیض متوسط کا دوسرا ھمبرگ ھو جائیگا " یعني روس اگر اسکندرونہ پر قبضہ کرنے میں نا کام بھي رھا ' جب بھي یہ علاقہ ترکي حکومت سے جدا ھوجائیگا ' اور جرمني اس کو مشرق ادنی کے لیے اپنا ایک حربي مستقر بنالیگي - یہی نہیں بلکہ یورپ کي رفتار سیاست کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد " آسٹریسزرانڈ وشو " اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ " ایشیاے کوچک کا عنقریب تجزیہ ھوجائیگا - ترکي حکومت یورپ کي پیچیدگي سلجھانے میں منہمک ہے - اُس کو علم بھي نہونے پائیگا کہ اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائیگی ' اور اُس کے مقبوضات منقسم ھوجائینگے - سواحل بحر مرمر و ایشیاے کوچک میں بے شمار یوناني موجود ھیں - تحریک انقسام کي راھیں صاف کرنے میں اُنسے طبعاً مدد ملیگي - شام پر فرانس کا تسلط پہلے ھي سے لگ چکا ہے - یہ ملک جمہوریۂ فرانس کا ایک مشرقي جزو ھو کر رھیگا - لیکن اسکندرونہ و خلیج ادالیہ کے مابین ایک علاقہ ھنوز بے تعلق ہے - روس ھمیشہ موقع کا منتظر رھا ہے - مناسب و موزوں وقت پیش آنے پر ادھر رخ کرنے میں اُسے کیا امر مانع ھو سکتا ہے ؟ اس میں تو انگریزوں سے مصادمت یا جرمني سے مقابلہ کا بھي خطرہ نہیں - ارمني قوم کي آزادي کے لیے اسے نہایت سنجیدگي و متانت سے کام کرنا ھوگا - گو یہ سچ ہے کہ ترکي ارمینیا میں اس قوم کو خواہ ذبح کرڈالیں' یا روسي ارمینیا میں تاتاري اس کو سر مشق ستم بنالے رھیں ' روس کي نظروں میں دونوں برابر ھیں - تاھم اسکي ھمدردانہ کارروائیوں نے اگر شمالي سواحل بحر اسود کے ارمنیوں کو ترکي حکومت سے آزاد کرالیا تو باسفورس و دردانیال کي پرلطف آرزوئیں بر آنے میں کیا بات باقي رہ جائیگي ؟ دول یورپ کا کچھہ یوں ھي سا کھٹکا ہے - وہ بھي اسي حد تک' کہ یورپ میں موجودہ حالت برقرار رکھنے کي کوشش ھوگی ' اور میدان جنگ ایشیا کو منتقل کردیا جائیگا " ان تصریحوں کو معمولي نہ سمجھو' یہ صرف باتیں ھي باتیں نہیں ھیں' ان پر عمل درآمد کي طیاریاں بھي شروع ھو چکي ھیں - ۱۳ - مئي سنہ ۱۹۱۳ کو ارمني وفد نے باب عالي میں جو معني خیز یاد داشت پیش کي ہے - ارمینیا کي اصلاح پر زور دیا ہے - مسلمان مہاجرین کو اضلاع ارمینیا میں آباد کرنے پر اعتراض کیا ہے - عیسائیوں کي مصیبتیں کم کرنے' قتل و غارتگري کو روکنے' اور غیر مسلم اقوام کو جبراً مسلمان بنانے کے انسداد کي جانب توجہ دلائي ہے - صدر اعظم عثماني (شوکت پاشا) نے اس کا جواب جس طرح کے ھمدردانہ الفاظ میں دیا ہے' اور اجراے اصلاحات کي نسبت جو محکم وعدے کیے ھیں' ان کي صداقت و استواري کا پارلیمنٹ انگلستان تک کو یقین ہے کہ " ترکي ارمینیا میں گذشتہ خوفناک مظالم کے مکرر وقوع کا مطلق اندیشہ نہیں - اس امر کي شہادت مل چکي ہے کہ مطالبات اصلاح پر عمل در آمد ھو رھا ہے " مگر کیا مقدونیہ و طرابلس کے باب میں انھیں مبادی کا اعادہ نہیں ھوچکا ہے ؟ ملک گیري کا سر آغاز عمل یہی ہے کہ اسلامي حکومتوں سے نہایت ملائم لہجہ میں اصلاح کا مطالبہ کیا جاے - کچھہ روز کے بعد نفاذ اصلاح میں خود دخیل بن بیٹھیں - اور جب اس مداخلت کي بنا پر اصلاحي کارروائیوں میں کھنڈت پڑجاے تو مظلوموں کي حمایت کے نام سے سلسلۂ جنگ شروع کردیں -

پھر روس کا ارادہ ظاھر ہے ' صرف تکمیل کے طریقے تلاش کرنے باقي ھیں - اُن کي نسبت دیوان عام (ھاؤس آف کامنس) میں مسٹر آکلینڈ ۸ - مئي کو سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجۂ برطانیہ کي نیابت میں اعلان کرچکے ھیں کہ " معاھدۂ صلح پر دستخط ھوجانے کے بعد حتی الامکان اس امر کا خیال رکھا جائیگا کہ ارمینیہ میں باقاعدہ نظم و نسق قائم کرنے کے مسئلہ پر کامل غور کیا جاے " اس غور و خوض کے کیا نتایج نکلینگے ؟ اس کے جواب کے لیے یورپ کي تاریخ استعمار کا مطالعہ کافي ہے - ممدوح کي یہ پر مغز تشریح بھي یاد رکھنے کے قابل ہے کہ " تمام دول یورپ کي یہ دلي آرزو ہے کہ دولت عثمانیہ کو عمدہ موقع دیاجائے کہ وہ اپنے بقیہ مقبوضات کو ترقی کے پیمانہ پر لاسکے (ترکوں کي مخالفت میں) جب کوئي مسئلہ پیدا ھو تو برطانیہ اس امر کا خیال رکھیگي' اور دول یورپ کو بھي خیال رکھنا چاھیے کہ وہ مسئلہ تمام سلطنتوں کي طرف سے اجماعي تحریک کے ساتھہ پیش ھو' اور کسي قسم کي انفرادي کارروائي نہ کي جاے " اس موقعہ پر برطانیہ عظمي کي اُس سیاسي مسابقت پر بحث کرنے کي ضرورت نہیں ہے جسکي ذیل میں زبان سے تو بقیۂ مقبوضات عثمانیہ کے لیے ترقی کے بہترین مواقع بہم پہنچانے کے وعدے کیے جاتے ھیں' مگر یہ وعدے وفا اس طرح ھوتے ھیں کہ سواحل عرب و خلیج فارس کے ترکي علاقوں پر انگریزي نفوذ باقاعدہ سرایت کر جاتا ہے' اور ترک اپني عافیت اسي میں سمجھتے ھیں کہ براے نام سیادت کے علاوہ ھر قسم کے اختیارات فرمان روائي سے دست بردار ھوجائیں ! بحث طلب امر یہ ہے کہ تجزیۂ ترکي یا آزادي ارمینیہ کي تحریک پیش کرنے کا انحصار جب دول یورپ ھي کے اجماع پر ٹھہرا تو یہ کیا بڑي بات ہے ؟ ان سلطنتوں کے فوائد و مصالح میں ھزار تناقض سہي ' لیکن تناقض میں بھي تو آٹھہ وحدتیں ھوا کرتي ھیں' پھر تجزیہ عثمانیہ کي تحریک میں ھر ایک کا متحد ھوجانا کیوں مستبعد ھونے لگا ؟

مقالات

دولة بني اميه اور الهلال

الله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و معدثات امويه - خلفاء راشدين ' اور ملك عضوض - و ما يناسب ذلك -

از جناب مولانا عبيد اللـه صاحب (امجهر)

جناب کي نئے اندازکي انشا پردازيوں' خصوصاً عالمانه ارشادات اور قراني استشهادات نے هم لوگوں کے دلوں میں اپکي جو عظمت پيدا کردي هے' اور اپکي ذات سے هم بد قسمت مسلمانوں کي جو اميديں وابسته هوگئي هيں' وه بيان سے باهر هيں' اور حق يه هے که اپکا وجود اور اپکي تحرير' اس دعوى کيليے برهان قاطع هے که اس قحط الرجال میں بهي بعض نفوس قدسيه پاے جاتے هيں جنهيں بلا مبالغه " لا يخافون لومة لائم " کها جاسکے - آپ امر بالمعروف ونهي عن المنکر کا وعظ فرما رهے هيں' يا اپني معجز بيانيوں سے احياء اموات کر رهے هيں ؟ يه کيا سحر اور کيا اعجاز هے ؟ آنکهيں خيره' کان سن هيں - نه ايسي تحريريں کبهي ديکهيں نه ايسي تقريريں سني هيں -

ليکن افسوس که ان باتوں کے احساس کرنے والے قلوب بهي يه ديکهکر محو حيرت بلکه غرق ندامت هوجاتے هيں که جناب اپني دراز دستيوں سے (بي ادبي معاف) اس چودهويں صدي کے ادعائي ليڈروں کو شهيد اداء حق پرستي فرماتے هوے' جوش اعجاز نمائي میں حقيقي ليڈروں يعني صحابۂ کرام تک کو مجروح ناحق شناسي فرما جاتے هيں -

جناب نے " بني اميه کا استبداد اور امر بالمعروف کے سد باب کا پهلا دن " (الهلال نمبر ١ - ج - ٢) کي بني اميه کے سفک بيجا اور خون ناحق سے شرابور سرخي ' (گستاخي معاف) بے وقت قائم کرکے بني اميه کي قوم کو' خواه وه حضرت عثمان رسول عليه السلام کے داماد ' يا حضرت معاويه محمد عليه السلام کے صهر هوں ' يا سليمان بن عبد الملک ' يا حضرت عمر بن عبد العزيز هوں ' عليه السلام ' بلا استثنا ظالم ' فساق ' اور فجار کے الفاظ سے مخاطب فرما رهے هيں - جناب کي ان تلخ کلاميوں نے قوم رفاض (کذا فی الاصل - الهلال) کي ياد تازه کردي - اسلام میں يهي ايک فرقه هے جسنے صحابه رضي الله عنهم کو سب و شتم کرنا اپنا پيشه بناليا هے ' اور اکابر اسلام کو گاليان دينا جزو مذهب سمجهه رکها هے - مکرما ! بني اميه بقول جناب کے هزار برے سهي ' پهر بهي اپنے بعد والوں سے بحکم صادق مصدوق " لاياتي عليکم زمان الا الذي بعده اشر منه حتى تلقو ربکم " (بخاري) لاکهه درجه اچهے تهے ' اسليے انکے بعد والونکو خصوصاً اس صدي کے مسلمانوں کو انهيں برا کهنے کا کوئي حق نهيں - پهلے يه اپنے گريبان میں منهه ڈالکر اپني سيه کاريوں کو ديکهيں اور بتائيں که اگلوں کو گالي دينے کے سوا اور انکے پاس کيا رکها هے ! ! امر بالمعروف کے واعظ کو شارع عليه الصلوة کي يه پر مغز و انفع وصيت اپنا نصب العين بنانا چاهيے که " ليحجزک عن الناس ما تعلم من نفسک " (مشکوة) بني اميه کي فتوحات اسلاميه کو ٹهنڈے دل سے ديکهيے تو وه خود علي رضي الله عنه تک کے زمانه میں مفقود نظر آئينگي - بقيه بني هاشم کا کيا ذکر هے ! میں بني اميه کے چند افراد کي افسوسناک سيئات سے بے خبر نهيں ' ليکن ساتهه هي ديگر افراد کے حسنات سے چشم پوشي بهي نهيں کيجا سکتي - انکے بعض افراد نے مسلمانوں پر صاف و صريح خون رلانے والے ظلم کيے هيں ' تو دوسرے افراد نے اسلام کے حدود کو قابل تعريف طريقه سے وسعت بهي دي هے' اسليے همیں انکے ساتهه ان الحسنات يذهبن السيئات کا انصافانه سلوک کرنا چاهيے - آپ قيامت کے دن فساق و فجار کي صف بندياں کرکے اور بني اُميه کو صف اول میں جگه ديکر اپني تئيں حق بجانب سمجهه رهے هيں تو کوئي وجه نهيں اگر نسل بني اُميه کا کوئي فرد ان صفوف کے سائق وقائد هونے کا فخر بني هاشم کو بخش دے تو آپ چيں بجبيں هوں' کيونکه خارجين علي الامام اور بغاة وفساق کي اس قوم میں بهي کمي نهيں اور جو چيز جتني اجلي هوگي ' اوسيقدر اوسکے دهبے نماياں بهي هونگے -

جناب نبي اُميه کو ملزم قرار ديتے هيں که " اسلام کي جمهوريت کو غارت کرکے شخصي حکومت کي بنياد ڈالي " نبي اُميه کا پهلا فرد جو رسول الله عليه الصلوة کا بجا طور سے جا نشين بنا ' وه حضرت ذي النورين رضي الله عنه تهے - انکي خلافت بهي بمشوره و اتفاق مهاجرين و انصار منعقد هوئي - يه پهلا دن تها که خود جمهوريت اسلام نے نبي اُميه کو بر سر اقتدار و تسلط بنايا ' اور انکے بر سر اقتدار آتے هي فتوحات اسلاميه کا ايک دريا تها جو اُمنڈ آيا - جسکي لهريں عرب و افريقه کے آتش فشاں صحرا کو طے کرتي هوئي هند تک

[بقيه صفحه ٨ کا]

ان تمام واقعات کو پڑهو اور غور سے پڑهو اور پهر سوچو که دنيا همارے فنا و زوال کے ليے کيا کيا تدبيريں کررهي هے ' اور هم کس بے خبري و بے حسي کے عالم میں هيں ؟ قزاقوں کا هجوم دروازے پر پهنچ گيا هے' اور گهر کے سونے والے کس طرح خواب غفلت میں سرشار هيں ؟

اے مقيمان ته سقف سپهر غدار
تا به کے حسرت فرزند و زن و شهر و ديار ؟
آيۂ فاعتبروا يا اولی الابصار پڑهو
هو خرابے په اگر قصر ادرنه کے گذار
کبهي قرآن کا ظاهر تها يهاں جاه و جلال
کبهي اسلام کا لگتا تها يهاں پر دربار
آج تثليث نے اُس کا يه بنايا عالم
که نه توحيد هے باقی نه کهيں اُسکا مزار

ذلک بما قدمت ايديکم ' و ان اللـه ليس بظلام للعبيد (٨ : ٥٧) يه تمام بربادياں تم نے خود اپنے هاتهوں مول ليں ' ورنه الله تو اپنے بندوں کيليے کبهي ظالم نهيں -

پهر کيا وقت نهيں آ گيا هے که " من انصاري الى الله " کي صدا عالم میں بلند هو' اور دين الهي کے آخري انصار " لبيک لبيک ! اللهم لبيک " کهتے هوے اٹهه کهڑے هوں ؟ فاين تذهبون ؟ ؟

آپہنچیں ! پھر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن تھا ؟ (میں عرض کرتا ہوں - الهلال)

افسوس اسلام کي بدقسمتي اب اس سے زیادہ کیسا ہوگي کہ جن قرون اولی کي خیریت و فضیلت خود سرور کائنات علیہ التحیات نے بیان فرمادي ہو (صحیحین و سنن) آپ ایسے اسلام کے فدائي اور برگذیدہ ارباب علم انہیں قرون میں بدعات و محدثات و معاصي کا بازارگرم کررہے ہیں ' اور صحابہ رضي اللہ عنہم' جنکے لیے آقاے اسلام " فانہم خیارکم " کي شہادت فرماتے ہوے " اکرموا اصحابي " (نسائي) کا حکم فرما رہے ہوں ' اور جن بزرگوں کے لیے ایسے صریح الفاظ میں تہدید فرما دي ہو کہ " اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ في اصحابي ! لا تتخذوہم غرضا من بعدي " اور " من اذاہم فقد اذانی " (ترمذي) آپ انہي بزرگوں کے ایک محترم فرد بلکہ امیرالمومنین (بخاري احمدي) حضرت معاویہ علیہ السلام کا لا ابا لانہ انداز سے ذکر فرماتے ہیں اور پھر ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسي ضرب المثل حام اور ساٹھہ برس کي بڑھیا کے ہفوات سے درگذر فرما جانے کو خدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں -

و اخــــر العــــدوة لا یمــــر بصــالم
الا و یلـــمــــزہ بـکـــذاب اشـــر

الهـــــلال

اللہ تعالی جب اپنے کسي عاجز و ناتوان بندے پر اپنا لطف وکرم مبذول فرماتا ہے ' تو اسکي نسبت اپنے بندوں کے دلوں میں حسن ظن و میلان و الفت پیدا کر دیتا ہے - اور پھر خواہ وہ' اور اسکے کام کتنے ہي حقیر و ذلیل ہوں' لیکن اسکے بندوں کي نظروں میں عزیز و محبوب ہو جاتے ہیں: و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو فضل العظیم -

جناب' اور جناب ایسے بزرگان حسن ظن فرما کي نسبت ہمیشہ اس عاجز وہیچ میرز کا یقین ایسا ہي رہا ہے - یہ اُسي کا فضل ہے کہ وہ آپ ایسے بزرگوں کے دلوں کو میري جانب مائل کر رہا ہے- پس اللہ کا احسان' اور جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا تشکر' و استدعاء دعاء حصول استقامت و ثبات کار' والی اللہ ترجع الامور -

جناب نے اس بارے میں جو کچھہ ارقام فرما یا ہے حیران ہوں کہ اسکے جواب سے کیونکر عہدہ برا ہوں ؟ اگر تفصیل سے کام لیتا ہوں تو ایک دفتر طویل مطلوب ' پھر نتیجہ کچھہ نہیں - اور اگر اجمال پیش نظر رہتا ہے ' تو اول تو بحث صاف نہیں ہوتي' اور دوسرے طبیعت بھي نہیں مانتي - بہر حال مجبوراً آخري ہي صورت اختیار کرتا ہوں ' اور بر سبیل اشارہ چند معروضات ضروریہ کے اظہار ہي پر قناعت کر لیتا ہوں :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل
اللہ اللہ في اصحابي !

(۱) میرا عقیدہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اس سماء دنیا کے نیچے وہ ایک ہي جماعۃ قدسیہ ہے' جو انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کے بعد تکمیل انسانیۃ' اور اخلاق و اعمال الہیہ کا اکمل و اجمل ترین نمونہ و اُسوہ تھي' اور نہ صرف تاریخ اسلام میں' بلکہ تاریخ جمیع ازمنۂ ماضیۂ عالم میں انبیاء کرام کے مستثنے کر دینے کے بعد انسانوں کا کوئي گروہ' اور انسانیۃ کبری کا کوئي اعلی سے اعلی ظہور بھي انکے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا - بلکہ انہي میں وہ نفوس ذکیۂ و عظیمہ تھے' جو اپنے مظاہر اعمال کے اندر بعض او لوالعزم انبیاء بني اسرائیل سے بھي زیادہ ظہور صفات الہیہ کے تشبہ و تخلق کا رکھتے تھے' اور جنکي زبان حال " جئنا بحراً ' وقف الانبیـــاء علی ساحلہ " کي صداے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم ملکوت تھي - کیونکہ " لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنۃ " انکا دستور العمل ومصدر جمیع اعمال وافعال تھا' اور اسلیے وہ سرچشمۂ " مقام محمدي " کے فیضان سے بہرہ یاب تھے ' پس اس مقام اور مقامات انبیاء گذشتۂ عالم میں جو فرق تھا' وہ انکے اندر بھي نمایاں تھا کہ المرء مع من احب :

عن المرء لا تسئـــل وسل عن قرینـــۃ

و لنعم ما قیل :

جمـــال ہم نشیـــں در من اثر کرد
وگرنہ من همـــاں خـــاکم کہ هستم

یہي وہ لوگ تھے کہ " یحبہم و یحبونہ " انکا مرتبۂ اختصاص تھا' اور " رضي اللہ عنہم و رضوا عنہ " کے مقام محبت و محبوبي و عشق و عاشقي سے فائز المرام تھے ! اللہ اللہ ! انکے مقامات عالیہ ' جنکے وصف و تمجید پر کلام الہی نے شہادت دي: اشداء علی الکفار رحماء بینہم' تراہم رکعا سجداً یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا' سیما ہم في وجوہہم من اثر السجود: (۴۹ : ۲۹)

یہ وہ لوگ تھے' جنھوں نے شمع نبوت سے براہ راست اپنے دلوں کو روشن کیا' جو خلوت و جلوت میں صحبت اندوز حضرۃ رسالت ہوے - یہ وہ خوش نصیب تھے' کہ جس آب حیات کا ایک قطرہ ہزاروں قبور و اموات کو زندہ کر دینے کیلیے کافي ہے' اسکي بارش انکے سروں پر ہوئي' اور جس آب زلال کے ایک جرعے کیلیے تشنگان عالم مضطر و متحسر ہیں' اسکے دریاے بیکراں کے کنارے انہوں نے مدتوں زندگیاں بسر کیں - وہ اس وجوہ الہي کے جلیس تھے' جو خلوت " ابیت عند ربي ہو یطعمني و یسقیني " کا شب گذار' اور درس گاہ " ادبني ربي فاحسن تادیبي " کا درس آموز لیل ونہار تھا - فہـــم جلســـاء اللہ' لا یشقي جلیسہم - و للہ در ما قال:

غالب ندیم دوست سے آتي ہے بوے دوست
مشغول حق ہوں بندگي بو تراب میں !

سبحان اللہ ! یہ کون لوگ تھے کہ دن کے غزا وجہاد في سبیل اللہ و دعوت حق و اعلان معروف ہي میں شریک کار اور معین راہ نہ تھے' بلکہ اُس مخاطب نداء محبت " یا ایہا المزمل " کي راتوں کي خود فروشانہ عبادت گذاریوں ' اور عاشقانہ و والہانہ اعمال مخصوصہ میں بھي شریک خلوت تھے ' اور اسکي شہادت خود خدا نے دي کہ :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ' وطائفـۃ من الذین معک' واللہ یقدر الیل والنہار' علم ان لن تحصـوہ فتـاب علیکم' فاقـرؤا ما تیسر من القـران' علـم ان سیکون منکم مرضی و اخــرون یضربون في الارض یبتغون من فضل اللہ' و اخــرون یقاتلون في سبیل اللہ (۷۳ :)

اے پیغمبر ! تمھارا پروردگار واقف ہے کہ تم راتوں کو اللہ کي یاد اور ذکر کیلیے جاگتے ہو- کبھي دو تہائي رات کے قریب ' کبھي آدھي رات اور کبھي ایک تہائي - اور ایک جماعت تمھارے ساتھیوں کي اس شب بیدارنہ عبادت میں تمھارے ساتھہ شریک رہتي ہے - رات اور دن کے (تمام اشغال و اعمال) کا اللہ ہي اندازہ کرسکتا ہے - اُس کو معلوم ہے کہ تم (بوجہ انہماک عبادت اور کمال محویت و خود فروشی) وقت کو محفوظ نہیں کر سکتے - اسلیے اسنے تمھارے حال پر از راہ لطف رحم کیا اور وقت کي قید اٹھادي - پس اب جس قدر بآساني قران پڑھسکتے ہو پڑھلیا کرو ! اُس کو یہ بھي

معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑیں گے ' بعض تلاش معاش و تجارت میں سیر و سیاحت کر رہے ہونگے ' اور بعض خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے لڑتے ہونگے - بہر حال ایسی صورت میں اب صرف یہی حکم ہے کہ شب کو جسقدر قران (تہجد کی نماز) میں بآسانی پڑھا جا سکتا ہے پڑھو ' اور اپنے نفس و جسم پر بہت زیادہ بار نہ ڈالو -

انصاف فرمائیے کہ جس شخص کا اعتقاد صحابۂ کرام کی نسبت یہ ہو ' یہ ایسی عجیب بات ہے کہ جناب اسکو صحابہ کے فضائل سنانے کیلیے مخاطب بناتے ہیں ' اور انکے سب و شتم سے روکتے ہیں ' اور پھر تلاش احادیث ' و جمع مرویات کی زحمت لا حاصل گوارا فرماتے ہیں ؟

ان هذا من اعاجيب الزمن !

(۲) جناب کا یہ ارشاد نہایت تعجب انگیز ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی بہ زمرۂ ظالمین شمار کیا ! میں نے ملوک و امراء بنی امیہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا ' نہ کہ خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت - حضرت عثمان گو خاندان بنی امیہ سے تھے ' مگر انکا شمار خلفاء اربعہ میں ہے ' نہ کہ خلافت مروانی کے بانیوں اور اس سلسلے کے پادشاہوں میں - پھر بنی امیہ کے ذکر سے یقیناً انکے مخصوص اعمال مراد ہیں اور ہر وہ شخص اس سے مستثنی ہے ' جسکے اعمال انکے سے نہ تھے - یہ امر اسدرجہ ظاہر و بین ہے کہ جناب کا اس سے تغافل موجب کمال تعجب و تحیر ہے -

يخرج الحي من الميت

(۳) پھر کیوں نہ وہ لوگ مستثنی ہوں کہ ایسے ہی مستثنی لوگوں میں سے وہ بزرگ حق ' مجدد شریعۃ الہیہ ' محی السنۃ السنیہ ' قامع بدعات مروانیۂ و بنی امیہ ' یعنے حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ تھے ' جنکو حکمۃ الہیہ نے اسی خاندان میں پیدا کیا ' تا وہ انکے دست حق پرست پر شریعۃ اسلامیہ کا احیاء ہو ' اور " ملک عضوض " کے اباطیل و محدثات کا استیصال فرمائیں - پس اس وجود گرامی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تجدید کی ' اور ایک ایک کرکے بنی امیۂ و آل مروان کی پیدا کی ہوئی ان محدثات و بدعات و منکرات شنیعہ کا انسداد کیا ' جنھوں نے خیر القرون کی شریعت خالص کو آلودۂ و مکدر فسق و معاصی شتی کر دیا تھا - اور اس طرح سنت شیخین جلیلین کی (کہ سنت رسول اکرم تھی) حیات بعد الممات ہولی ! نور اللہ مضجعہ ' و شکر اللہ مساعیہ -

تاریخ اسلام میں تبرے کی بنیاد

بنی امیہ نے ڈالی اور شیعہ انکے متبع ہیں

(۴) ازانجملہ بنی امیہ و آل مروان کی ایک سب سے بڑی ہادم شریعت اور پر معصیت و فسق و عدوان بدعت شنیعہ وہ تھی ' جسکا انتقامانہ اتباع برادران شیعہ نے شروع کیا ' اور افسوس ہے کہ بدبختانہ شاد آجتک ہوتے ہیں - یعنے سب سے پہلے سر زمین اسلام میں ' جو رحم و محبت اور صلح و اخوۃ ہی کی تخم ریزی کیلیے بنی تھی ' سب و شتم اور لعن و تبرے کا تخم انھوں نے بویا ' مقدس مساجد اسلام میں ' جو صرف عبادت و طاعت الہی ' و اذکار و اشغال مقدسہ کیلیے بنائی گئی تھیں ' اپنے اغراض نفسانیۂ منکرۂ سیئسیہ سے اہل بیت نبوت اور حضرت امیر علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجنی شروع کی ' اور جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں اس فعل شنیع و منکر کو (کہ نہیں جانتا اسکو کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟) داخل کر دیا - چنانچہ تکبیر و تسبیح کی صداؤں میں خطیب منبر پر چڑھتے تھے ' اور تحمید و تقدیس و صلوۃ و تسلیم کے بعد آخر میں حضرت علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے ' اور پھر شمشیر ظلم سے لوگوں کی زبانوں کو اس طرح لرزاں و ترساں رکھتے تھے کہ کسی کو اس صریح فسق عظیم ' و معصیۃ کبرے ' و ہتک شریعۃ الہیہ کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں ہوتی تھی - الا ماشاء اللہ ' و هم الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون -

لیکن تاریخ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز کی ہمیشہ رہین منت رہے گی کہ انہوں نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اس بدعۃ کا انسداد کیا ' اور مساجد اسلام کو انکی چھنی ہوی عزت و حرمۃ واپس دلا دی - چنانچہ لعن و تبرے کی جگہ خطبہ ثانیہ میں " ان الله يامر بالعدل والاحسان ' وايتاء ذي القربى ' وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي ' يعظكم لعلكم تذكرون " داخل کیا - یہ آیۃ کریمہ آجتک خطبہ جمعہ کا جزو آخری ہے ' اور ہر ہفتے سیئات بنی امیہ ' اور حسنات عمر ابن العزیز پر گواہی دیتی ہے - و قال فيه كثير عزة :

وليت ولم تسبب علياً ولم تخف
مريباً ' ولم تقبل مقالة مجرم
و صدقت القول الفعال مع الذي
اتيت ' فامسى راضياً كل مسلم
فما بين شرق الارض و الغرب كلها
منادٍ ينادي من فصيح و اعجم
يقول امير المومنين ظلمتني
باخذك ديناري و اخذك درهمي
فاربح بها من صفقة لمبايع
و اكرم بها من بيعة ثم اكرم

اس بزرگ جلیل اموی کا یہ ایک ایسا عمل عظیم تھا کہ سادات عظام اور دودمان حضرۃ خیر الانام نے بھی اسکا اعتراف کیا - چنانچہ علامہ شیخ شریف الرضی الموسوی رحمۃ اللہ علیہ انکے مرثیے میں لکھتے ہیں :

يا ابن عبد العزيز لو بكت العـ
ـين فتى امية لبكيتك
انت انقذتنا من السب والشـ
ـتم فلو امكن الجزاء جزيتك
غير انى اقول انك قد طبـ
ـت وان لم يطب ولم يزك بيتك
دير سمعان لا عدتك الغوادي (۱)
خير ميت من آل مروان ميتك

(۵) ازانجملہ بنی امیہ کا سب سے بڑا ظلم جو انہوں نے اسلام پر کیا ' یہ تھا کہ خلافۃ راشدۂ اسلامیہ کو ' جسکی بنا اجماع و مشورۂ مسلمین پر تھی ' حکومت شخصی و مستبدہ ' و سلطۃ ملکیہ و سیاسیہ میں تبدیل کر دیا ' اور حکومت کی بنیاد شریعت پر نہیں رکھی ' بلکہ محض قوت اور سیاسۃ پر - اور تاریخ اسلام کے تمام صغار و کبار ' و اعالی و ادانی اسپر متفق ہیں ' اور تمام اہل سنۃ و جماعۃ کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ ایک سخت بدعۃ تھی ' اور مطابق ارشاد صادق و مصدوق علیہ الصلوۃ و السلام " ملک عضوض " کا آغاز تھا - یہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ہے ' اور یہی دن ہے کہ تاریخ اسلام ہمیشہ اسپر ماتم و فریاد کریگی - و القصة بطولها ' فعليكم النظر على التاريخ و الاسفار -

لیکن محسنات جلیلۂ عمر ابن عبد العزیز میں ایک واقعہ یہ

(۱) حضرت عمر ابن العزیز نے سنہ ۱۰۱ - میں بمقام دیر سمعان انتقال کیا - اسی کی طرف اشارہ ہے - [منہ]

یہی ہے کہ انہوں نے سنت خلفاء اربعہ کو زندہ کیا ' اور اپنے اولین خطبۂ خلافت میں فرمایا :

ایہا الناس ! انی ابتلیت بھذ الامر من غیر رائی منی فیہ ' ولا طلبۃ ' و لا مشورۃ من المسلمین - و انی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی ' فاختاروا لانفسکم غیری (یعنے لوگو ! میں اس حکمرانی میں مبتلا ہوگیا بذریعہ جانشینی اور بیعۃ فوری کے ' اور اسمیں نہ حسب حکم شریعۃ و سنت خلفاء راشدین ' مشورہ ہوا ' اور نہ مسلمانوں کی رائیں لی گئیں - اور یہ نہ میری خواہش تھی ' اور نہ اسکا آرزومند تھا - پس میری گذشتہ بیعۃ کا جو بار تمہاری گردنوں پر ہے ' اس سے میں تمہیں رہا کیے دیتا ہوں ' اور اس مقام سے اپنے تئیں الگ کردیتا ہوں ' پس اس وقت تم جمع ہو - اپنے لیے باہمی مشورہ و اجماع سے کسی خلیفہ کو منتخب کرلو ! !)

لیکن یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں نے بالاتفاق پکارا : قد اخترناک یا امیر المومنین ورضیناک امیرنا بالیمن و البرکۃ - ہم نے بس آپ ہی کو انتخاب کیا اے امیر المومنین ! اور ہم سب آپسے راضی اور خوشنود ہیں ! (طبری ' اور پورے خطبے کیلیے دیکھو ابن اثیر ' ابو حنیفہ ' ابن قتیبہ و دمیری وغیرہ)

(٦) جناب ارقام فرماتے ہیں کہ : " آپ بلا استثنے بنی امیہ کو ظالمین کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں اور انتہاے غصہ میں رسول علیہ السلام کی قرابت داریوں کو بھی بھول جاتے ہیں "

استثنے بربناء اعمال صالحہ ہر حال میں قدرتی طور پر موجود ہے ' اور حکم اکثر پر ہوتا ہے - حضرت عثمان خود بخود مستثنے ہوگئے ' جب کہ خلفاء راشدین سے الگ بنی امیہ کا ذکر کیا گیا - اور حضرت عمر ابن العزیز اپنے اعمال غیر امویہ ' و اتبع سنت شیخین جلیلین کی بنا پر - یہ امر ایسا نہ تھا کہ موجب اعتراض ہوتا -

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی قرابت داری کی نسبت جو فرمایا ' تو اگر آپ کے حکم سے اسکا ہر حال میں لحاظ رکھوں اور اسی کو محور منقبت و منقصت قرار دوں ' تو اُن مشکلات کا کون ذمہ دار ہوگا جو دو چار قدم کے بعد ہی پیش آنا شروع ہو جائیں گی ؟ شاید اسکا جناب کو خیال نہ رہا - -

حسن ز بصرہ ' بلال از حبش ' سہیل از روم
ز خاک مکہ ابو جہل ' ایں چہ بو العجبیست !

(۷) " لا یاتی علیکم زمان " الخ کا اگر مطلب یہی ہے تو آپ عمر ابن عبد العزیز پر بلحاظ تقدم زمانی ' مروان بن الحکم ' اور شمر و زیاد کو ترجیح دیں - فہم سابقون فی الاسلام و العہد والزمان ! ! میں تو اس حدیث کا مطلب حفظ تقدم فضیلت اعمال ' و اتباع شریعۃ ' و عمل بالقران و السنۃ دی تطبیق کے بعد قرار دیتا ہوں ' اور در اصل قرار دیا جا چکا ہے - کما لا یخفی علی ارباب النظر و العلم - و ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

فضائع و فضائل

(۸) بحث کے مختلف مواقع ' و حکم ہر موقعہ بلحاظ اطراف بحث ، ائمہ اہل سنت و جماعت نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے - بنی امیہ کے حسنات سیاسیہ و ملکیہ سے کسی کو انکار نہیں - مثلاً فتوحات ممالک ' و اشاعت تمدن و علوم ' و تاسیس برید ' و تدوین دفاتر و دیوان وغیرہ وکان لہم من الوزراء و ابطال الجند و الاعوان ' من تغلبوبہم علی الزمان و افتحوا بسیوفہم البلدان ' و حفظوا لہم الملک من الاعداء بحد الحسام - فصفوۃ القول فیہم ان ہا اولاء الملوک مع ما کانوا فیہم من الترف و الانصراف الی الملذات و الشہوات ' و عدم اتباع الشریعۃ و الانحراف عن جادۃ السنۃ السنیۃ و اعمال الدینیہ ' کانوا علی جانب عظیم من الذکاء و الدھاء و الدرایۃ و الحزم و حسن العزیمۃ و فضل السیاسۃ - وکذلک لم یحل اشتغالہم بنفوسہم عن النظر فی شئون الحکومۃ و ترفیہا ' والعمل علی زیادۃ نموھا و عمرانہا ' و التوسع فی املاکہا و رد غارات الاعداء عنہا - پس ہم انکی سئیات دینیہ کی برائی کرنے میں باک نہیں رکھتے ' اور اسی طرح انکے حسنات ملکیہ و سیاسیہ کے اعتراف میں بھی بخیل نہیں - لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ یزید کے ذہین و طباع ہونے کے صلے میں ' اسکے شرب خمر و ظلم و فسق کی بھی تعریف کریں ' یا چونکہ ایک شخص خوش تقریر ہے لہذا کوئی مضائقہ نہیں ' اگر تارک صلوۃ بھی ہو ! !

مقصد اصلی یہ ہے کہ بنی امیہ نے خلافۃ دینی کو ' جسکا عمود کار اتباع شریعۃ تھا ' محض حکومت و سیاسۃ کی صورت میں مبدل کردیا ' اور جو بنیاد خلفاء راشدین نے رکھی تھی ' اسکو اپنے اغراض نفسانیہ و ہواء شخصیہ پر قربان کرکے منہدم کردیا - ظلم و منکرات کا بازار گرم ہوگیا - مشورہ کا سد باب ہوگیا ' ازادی راے کو بزور شمشیر بند کرنا چاہا - اور علی الخصوص سب سے پہلے تاریخ اسلام میں احکام شریعۃ پر اپنے اغراض نفسانیہ و سیاسیہ کو مقدم کرنے ' اور حسب ضرورت اسمیں تحریف توجیہہ نما کرنے کی بنیاد رکھی - یہی بنیاد تھی ' جسپر بعد کو آنے والوں نے بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کیں ' اور ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام اپنے ابتدائی سی سالہ عہد اصلی کو ماتم و حسرت کے ساتھہ یاد کرتی رہی !

میں نے آغاز تحریر میں لکھدیا ہے کہ معروضات محض اجمالی بر سبیل اشارہ ہونگی ' اسلیے افسوس کہ ہر قدم پر ہجوم دلائل و واقعات کو جبراً بڑھنے سے روکتا ہوں - ورنہ یہ ایک دفتر طویل و افسانۂ طولانی ہے - اسفار اثار و تاریخ کو اٹھائیے اور ایک ایک واقعہ پر آنسو بہائیے - -

دور اوائل اور ظہور منکرات

(۹) آپ متعجب ہیں کہ میں نے اُس ابتدائی عہد کو دور محدثات و بدعات کہا - لیکن شدت تعجب و وفور حیرانی سے میں اسکے جواب پر قادر نہیں - فیا للعجب ! یہ جملہ لکھکر جناب نے تاریخ اسلام کے نہیں معلوم کتنے ضخیم ابواب و فصول کو دنیا سے نابود کردینا چاہا - یہ آپ کہاں ہیں اور کیا فرما رہے ہیں ؟

عہد بنی امیہ سے بھی بلند تر دیکھیے - کیا شہادت حضرت عثمان کا فتنہ ایک اشد ترین بدعت نہ تھی ؟ پھر کیا زیاد بن سمیہ کا استلحاق اور اسکے لیے مجلس شہادت مقرر کرنی ایک اولین بدعۃ اسلام میں نہ تھی ؟ حالانکہ یہی زیاد تھا کہ جب اسنے حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں بشارت فتح پر خطبۂ فصیح دیا ' تو ابو سفیان اور حضرت امیر علیہ السلام ممبر کے قریب بیٹھے تھے - ابو سفیان نے کہا کہ " انہ ابن عمك " یعنے یہ تو میرا بیٹا ہے - " انا قذ فتہ فی رحم امہ سمیہ " اسپر حضرت علی نے کہا کہ پھر اسکو ظاہر کیوں نہیں کرتے ؟ ابو سفیان نے حضرت فاروق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ " انا اخاف ہذا الجالس علی المنبر " یہ شخص جو منبر پر بیٹھا ہے ' ڈرتا ہوں کہ اس دعاء خلاف شریعۃ پر برہم ہوگا ! ! (عقد الفرید جلد ۳ - صفحہ ۲۱۱) (۱)

* یہ ایک مشہور اور تفصیل طلب واقعہ ہے - عام ناظرین کی واقفیت کیلیے اسقدر لکھدیتا ہوں کہ (سمیہ) جاہلیۃ کی ایک زانیۂ و فاحشہ عورت تھی - ابو سفیان اسکے پاس رہا تھا ' اور اُسی سے (زیاد) پیدا ہوا تھا -

لیکن اغراض سیاسیہ سے اسکا پھر استلحاق کیا گیا ' اور اسکو اپنا بھائی قرار دیا - اسکے لیے ایک خاص مجلس شہادت بھی منعقد ہوئی تھی ' جس میں گواہوں کے اظہارات لیے گئے تھے - ازانجملہ ایک گواہ ابو مریم الخمار تھا ' جس نے ابوسفیان کیلیے " سمیہ " کو مہیا کیا تھا : فقال اشہد ان ابا سفیان حضر عندی و طلب منی

(۱) لیکن اس مکالمے کو بعض مورخین نے عمر ابن عاص اور ابو سفیان کے درمیان لکھا ہے ' اور حضرت امیر نے کہا ہے کہ " اسکت یا ابا سفیان ! فانك لتعلم ان لو سمع ہذا القول منك ' لکان الیك سریعاً (الفخری صفحہ ۱۰۰ -) منہ

بغیاً ' فقلت له لیس عندي الا سمیه ' فقال هاتها علی قذرها و وضرها ' فاتیت بها - فخلا معها ' فخرجت من عنده و انها لتقطر ...... ایسي شہادتوں سے بالاخر غریب زیاد بھي شرما گیا ' اور چیخ اٹھا : مہلاً یا ابا مریم ! فانما دعیت شاهدا ' و لم تدع شاتما !!

یه واقعه تمام تاریخوں میں مسطور ہے : و کان هذا اول ما ردت به احکام الشریعة ' فان رسول الله صلی الله علیه و سلم ' قضی بالولد للفراش ' و للعاهر الحجر -

اسي واقعه کي نسبت عبد الرحمن بن حسان نے کہا تھا :

و ترضی ان یقال ابوک زان ! اتغضب ان یقال ابوک عف

پھر کیا آپ اس سے انکار کرینگے که یه بدعت نه تھي ؟ خیر یه تو ایک خاص واقعه تھا اور اس زمانے میں لوگوں نے اسکي تاویلیں بھي کیں - لیکن میں پوچھتا ہوں که کیا خلافة علی منهاج النبوة کو حکومت اور ملک عضوض میں بدل دینا بھي بدعة نه تھي ؟ کیا مشورے کا سد باب ایک اشد شدید بدعة في الدین نه تھي ' حالانکه حضرت فاروق کا یه جمله ہم کو معلوم ہے که لا خلافة الا من شورة ؟ کیا مسلمانوں پر جنگ میں پاني کا روکدینا بھي بدعت نه تھا ؟ جبکه دوسرا فریق غالب ہوکر بھي نہیں روکتا ؟ کیا سخت سے سخت مکر و خدع سے کام لینے میں بھي باک نہونا ' خفیه دسائس سے مسئله حکمین کا فیصله کرنا ' اپنے اغراض سیاسیه کو ہر موقعه میں شریعت پر ترجیح دینا اور اسکے لیے لوگوں کو خفیه و علانیه بیت المال سے روپیه دینا (جیسا که خود کہا کہ " کنت احب الی قریش منه [ای من علي] لاني کنت اعطیهم و کان یمنعهم ' فکم سبب من قاطع و نافر عنه - استیعاب) شخصي طور پر بزور و جبر اپنے لڑکے کو ولي عہد بنانا ' عجمي شان و شکوہ اور علو و رفعت سے دربار آرائي کي اساس اولین قائم کرنا ' مسجد میں اپنے لیے عام مسلمانوں سے الگ مقصورہ بنا کر نماز پڑھنا ' اور شمشیر برہنه نگہبانوں کے حصار کے اندر سجدہ کرنا ' اور اسي طرح کي بیسیوں محدثات کو بھي بدعت تسلیم نہیں کیا جاے گا ؟

فهو اول من جعل ابنه ولي العهد خلیفة بعده ' و اول من اتخذ دیوان الخاتم و امر بهدایا النیروز و المهرجان ' و اتخذ المقاصیر فی الجوامع ' و اول من قتل مسلما صبرا و حجراً و اصحابه ' و اول من اقام علی راسه حرسا ' و اول من قیدت بین یدیه الجنائب ' و اول من اتخذ الخصیان فی الاسلام ' و کان یقول انا اول الملوک (ملخص از استیعاب حافظ ابن عبد البر جلد اول صفحه ۲٦۳ وغیرها)

اور پھر یه تو خود امیر معاویه کے زمانے کے حالات ہیں - آگے چلکر جو کچھه ہوا اسپر نظر ڈالیے - میں نے بدعات و منکرات کا لفظ عام طور پر حکومت امویه کي نسبت لکھا تھا نه که کسي خاص شخص کي نسبت -

خلافـــة مرتضـــوي

(۱۰) آپ فرماتے ہیں : " بني امیه کي فتوحات کو دیکھیے تو خود حضرت علي کے زمانے میں مفقود نظر آئیں گي "

فتوحات ممالک و بلدان ' و توسیع حکومت اسلام یقیناً ایک ایسي شے ہے ' که اس تیرہ سو برس میں جن جن ہاتھوں پر اسکا ظہور ہوا ' انکي خدمات کا اعتراف ہمارا فرض ہے ' لیکن میں تو اپنے مضمون میں " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " کے سلسلے کي تاریخ لکھه رہا تھا ' نه که تاریخ فتوحات اسلامیه - پھر وہاں مجھے اس سے کیا غرض که کن کے ہاتھوں زیادہ فتوحات ہوے ہیں ' اور کون اس سے قاصر رہے ہیں ؟ بحث کے مواقع اور مختلف پہلو ہوتے ہیں - رہا حضرت امیر کے زمانے میں فتوحات خارجه کا نہونا ' تو میں نہایت رنج و غم سے اس غلط فہمي کو دیکھه رہا ہوں ' جو آجکل کے نئے مذاق سیاسي نے پیدا کردي ہے ' اور اسکا ظہور جناب کے اس ارشاد میں بھي ہوا ہے - عام طور پر کہا جاتا ہے که حضرت امیر کا زمانه ایک نہایت ناکام زمانه تھا - حکومت و سیاست کیلیے وہ بالکل موزوں نه تھے ' انکے زمانے میں اسلام کیلیے کوئي نئي فتح ' اور کوئي نئي ملکي و ارضي توسیع نہیں ہوئي ' اور پھر اسکو اصول و معیار بحث قرار دیکر نہایت شدید غلطیاں اس بارے میں کي جاتي ہیں ' مگر یقین فرمائیے که یه خیال بالکل غلط ' اور اصلاً حقیقت نہیں رکھتا ' اور نہایت افسوس ناک سطح بیني اور تاریخ کي بے خبري پر دلالت کرتا ہے - وقت اور موقع تشریح کا نہیں ہے - نہایت ضروري ہے که ایک مبسوط و جامع سوانح حضرت امیر علیه السلام کي لکھي جاے ' اور اس غلط فہمي سے لوگوں کو نجات ملے - اگر الله نے توفیق دي تو انشاء الله یه ایک اہم خدمت تاریخ اسلام ہے جسکو انجام دینا ہے - یہاں اس بارے میں اختصار ممکن نہیں اور تفصیل متعذر -

(۱۱) آپ لکھتے ہیں :

" اگر نسل بني امیه کا کوئي فرد ان صفوف فساق و فجار کے قائد ہونے کا فخر بني ہاشم کو بخشدے تو آپ چیں بجبیں ہونگے "

گذارش ہے که جناب نے یه صفت کا شرف مجھکو عطا فرمایا ' حالانکه اسکي ضرورت نہیں دیکھتا - اگر کوئي فخر دو دمان مروان و ولید آج بني ہاشم کو صف اولین فساق و فجار میں قرار دے ' تو میں کیوں چیں بجبیں ہونے لگا ؟ اگر چیں بجبیں ہونگے تو اشرف ترین خاندان بني ہاشم یعنے (محمد) بن عبد الله علیه الصلوة و السلام ہونگے - اور پھر جس کو ایسا کرنا ہے کرلے - معامله مجھه میں اور اسمیں نہیں ہے -

غالباً جناب یه جمله جلدي میں لکھه گئے ' اور خیال نه فرمایا که بات کہاں تک پہنچتي ہے ؟

طبري نے حضرت فاروق اور حضرت ابن عباس (رضي الله عنهما) کا مسئله خلافت کے بارے میں ایک مکالمه نقل کیا ہے - اسمیں ایک موقعه پر حضرت فاروق نے ضمن کلام میں افسوس کیا تھا که بني ہاشم کے دلوں سے پرانے رنج نہیں گئے ' اور یه جس لحاظ سے کہا تھا بالکل صحیح تھا ' مگر حضرت ابن عباس بول اٹھے که " رسول الله (صلعم) بھي تو ہاشمي ہي تھے ؟ "

حضرت فاروق نے فرمایا که اب اس بحث کو جانے دو (طبري صفحه - ۲۷۷۱ -)

حضرت ابن عباس نے تو بني ہاشم کي نسبت اتني سي معمولي بات پر اسطرف توجه دلائي تھي ' اور حضرت فاروق نے اس سے متاثر ہوکر ترک سخن کو ترجیح دي تھي - لیکن اگر آج بني ہاشم کو بانتقام بني امیه صفوف فجار و ظالمین میں جگه دي جاتي ہے ' تو دینے والے شوق سے دیں ' اسمیں میرے چیں بجبیں ہونے کا لحاظ نه فرمائیے -

(۱۲) پھر تمام ارشادات سابقه سے عجیب تر بلکه اعجب العجاب قول جناب کا یه ہے :

" اسلام کي بد قسمتي اس سے زیادہ کیا ہوگي که جن قرون اولی کي خیریت و افضلیت سرور کائنات نے بیان فرما دي ' آپ ایسے اسلام کے فدائي انہي قرون میں بدعات کا بازار گرم کررہے ہیں "

اور پھر ساتھه ہي صحیحین و سنن کا حواله بھي جناب نے دیدیا ہے ' کاش اگر وہ حدیث آپ نقل فرما دیتے تو اعتراض کے ساتھه میري جانب سے جواب کا فرض بھي ادا ہو جاتا !

براہ کرم مجھکو ان احادیث سے اطلاع دیجیے ' جنمیں دور بني امیه و قرون مروانیه کي " خیریت و افضلیت " کي شہادت دي گئي ہے - افسوس ہے که میري محدود معلومات حدیث اس بارے میں مجھے کچھه مدد نہیں دیسکتیں ' بلکه افسوس ہے که اس دور کي " خیریت و افضلیت " کي جگه محدثات و منکرات ' جبر و تسلط ' اور فساد و فتن کي خبر دینے والي احادیث کو اپنے سامنے پاتا ہوں - و شتان بین هما !

مراسلات

نماز با جماعت

نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھہ پڑھنا نہایت ضروری ہے - اسکی نسبت متعدد احادیث منقول ہیں - بڑی تاکید اس امر کی ہے کہ جماعت ترک نہ کیجائے - اہمیت اور ضرورت اسکی اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - بسبب تاکید کے علماء دین نے اِس خیال سے کہ مسلمان ثواب سے محروم نہ رہیں جماعت کے مسائل میں آسانی اور سہولت پیدا کردی' یعنی دس بیس مسلمان موجود ہیں اور وہ کام میں مصروف ہیں' صرف تین آدمی کے جمع ہونے سے جماعت ہوگئی' اور پھر دو شخص بھی شامل ہوکر نماز پڑھ لیں تو جماعت کا ثواب ملگیا - حضرت شارع علیہ السلام نے جسقدر اہمیت اور ضرورت اسکی پیش نظر رکھی تھی' وہ ان مبارک تاکیدات سے ظاہر ہے جو احادیث میں موجود ہیں - اگر مجھے راے دینے کا موقع ہوتا تو میں ضرور یہ کہتا کہ جس مقام پر پندرہ بیس مسلمان ہوں اور وہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوں' اذان کے ساتھہ ہی نہ آئیں اور اپنے کاروبار میں لگے رہیں' تو ایسے موقع پر تین شخصوں سے جماعت نہیں ہوتی' دس پندرہ آدمی جمع ہوکر نماز ادا کرنی چاہیے - جو لوگ پہلے سے تیار ہوں اِس مبارک اور مفید سنت کے ادا کرنے کی غرض سے دوسروں کے آنے کا قدرے انتظار کریں - اس زمانہ میں فی صد پانچ آدمی بھی نماز ادا نہیں کرتے ہیں - جماعت کجا - الہلال میں میں نے مضامین دیکھے' جن میں زور دیا گیا ہے کہ جب تک ہمارے لیڈر پانچوں وقت با جماعت نماز ادا نہ کرینگے تو ہم اونکو اپنا لیڈر نہ سمجھیں گے - سبحان اللہ کسقدر عمدہ بات ہے - ہر مسلمان کیلیے یہ لازمی گردانا جاے کہ جسقدر آدمی اوسکے مکانمیں ہوں' اونکے ساتھہ نماز با جماعت ادا کرے - اسکی اسقدر سختی سے پابندی ہونی چاہیے' کہ بلا عذر شرعی کوئی نہ چھوڑے - جسطرح ہر شخص کو اپنے مکان کی حد تک جماعت کی پابندی لازم ہوگی - اگر شہر ہے تو اہل محلہ کیلیے بھی پانچوں وقت محلہ کی مسجد میں جمع ہوکر نماز ادا کرنیکی پابندی ہونی چاہیے - اگر کاروبار دنیوی کا لحاظ کیا جاے تو محلے کی مسجد کے متعلق چند نمازونکی رعایت دی جاے - مگر جہاں کام کرتے ہوں' دوکان ہوں' جسقدر لوگ ہوں' رہیں سب کو جماعت کی پابندی کرنی چاہیے - ان امور کی پابندی اور نگرانی کیلیے اگر شہر ہو تو دو شخص میر محلہ مقرر ہوں - اگر کوئی کارخانہ یا مل ہے' تو دو یا چار شخص لیڈر مقرر ہوں اور وہ نماز جماعت کی پابندی کرائیں - اسیطرح اب اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ بجاے اسکے کہ ہر محلے کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کیجاے' اور محلہ کے مسلمان جمع ہوں' اگر قصبہ ہے' آبادی کم ہے' تو ایک ہی مسجد جامع میں جمعہ کی نماز ادا کریں - شہر ہے' آبادی زیادہ ہے تو چار یا تین مساجد جمعہ کی نماز کیلیے منتخب کی جائیں انتخاب کیلیے ہر محلہ کے میر محلہ اور شہر یا قصبہ کے قاضی و خطیب کی کمیٹی بنائی جاے' اور اونکی راے سے بلحاظ آبادی و ضرورت و فاصلہ' مساجد منتخب کی جائیں اور اسکی پابندی میں سر مو فرق نہو - سلف کے مسلمانوں میں انہیں جماعتوں کے اندر جملہ امور سنگین طے ہوا کرتے تھے - ہر مسلمان کو راے دینے کا موقع ملتا تھا - مسلمانوں میں جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں وہ بلاے جائیں' اونپر سختی نکیجائے بلکہ نہایت نرمی سے بتلایا جاے کہ نماز پڑھیں اور جماعت کے ساتھہ پڑھیں - یقین ہے کہ جسقدر مسلمان ہونگے' سب شریک ہو جائیں گے - اِس پابندی کی فضیلت اور اہمیت صاحبان تفکر سے پوشیدہ نہیں - میں نے اِسکی بنا ڈالدی ہے' ہر مسلم کا فرض ہے کہ اِسمیں جسقدر کامیابی ہو اوسکی فہرست مرتب کر رکھے - فہرست میں ہر مسلم کے دستخط لے رکھیں - میر محلہ اپنا فرض ادا کریں اور صدر کمیٹی کے لوگ اپنا فرض ادا کریں - اس طریقہ سے ہر مقام کیلیے ایک معقول جماعت مرتب ہوجائیگی - ضرورت کے وقت بھی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دست و بازو بن جائیں گے' اور جو کام کرینگے نہایت عمدگی سے انجام دینگے - اور نماز نہایت شاندار طریقہ سے ادا ہوا کریگی - امامیہ طریق کے لوگوں کو بھی غالباً جماعت کی پابندی میں کوئی عذر نہوگا - وہ خود بھی پیش نماز کے عقب با جماعت نماز پڑھتے ہیں' اور مسائل کے لحاظ سے شاید یہ ممکن ہے کہ اہل تشیع بنیت فرادہ جس کے عقب میں ہوں نماز پڑھسکتے ہیں فقط -

م ع

الہلال

جزاکم اللہ - زادنا اللہ و ایاکم حمیۃ الاسلام - مسئلہ پابندی نماز' و پابندی جماعت' و شرکۃ اوقات خمسۂ مساجد' ایک اہم ترین اور مقدم ترین مسائل وقت میں سے ہے' اور اسکا عملی طریق پر انتظام اقدم و الزم - اسکے متعلق اس عاجز نے بعض امور پر غور کیا ہے - انشاء اللہ بہ ضمن "جماعت حزب اللہ" یہ تمام امور آجائیں گے - عنقریب اپنے خیالات کو پیشکش ناظرین کرونگا -

فرضیۃ صلوۃ خمسہ کے ساتھہ التزام جماعت بھی فی الحقیقۃ فرض' و از جملۂ اسرار و مصالح فرضیۃ صلوۃ ہے - یہ ہماری سب سے بڑی بد بختی ہے کہ باہمی اتحاد و تعاون و اتحاد کلمہ کیلیے نئی انجمنیں بناتے ہیں' مگر اپنی قدرتی انجمنوں کو بھول گئے ہیں - آج مسلمانوں کیلیے کسی کام میں تاسیس و ایجاد کی ضرورت نہیں ہے' بلکہ صرف تجدید و احیاء امور و احکام کی - ہمارے لیے کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ نئے گھروں کی تعمیر کیلیے مضطرب الحال ہوں' بلکہ ضرورت صرف اسکی ہے کہ اپنے اجڑے ہوے گھروں کو آباد کریں - یہی اصولی اختلاف ہے جو اس عاجز کے اصول عمل اور ابناے عصر کے طریق کار میں ہے' اور غور کیجیے تو یہ ایک بہت بڑا نکتہ تھا' جسکو میں نے سرسری طور پر عرض کر دیا -

دعوت "انصار اللہ" کا بھی یہی اصول ہے - اور انشاء اللہ تشریح کا وقت دور نہیں -

الہلال کی اشاعۃ عمومی

اور

کم استطاعۃ اشخاص

(از جناب مولوی محسن صاحب)

میں اُن کم لیاقت اشخاص میں سے ہوں جنکو کسی رہنما کی ضرورت ہوتی ہے - خوبی قسمت سے جس دن کہ الہلال میری نظر سے گذرا' اُسی روز سے دل میں یہ خیال جاگزیں ہوگیا کہ بس اسی کو اپنا مقتدا سمجھنا چاہیے - مگر قسمت نے کچھہ ایسے مصائب میں مبتلا کر رکھا ہے کہ فی الحال بوجہ زیادتی چندہ اسکی خریداری کی جرأت نہ کرسکا - میرا خدا نخواستہ اس سے یہ مطلب نہیں کہ الہلال کا چندہ اُسکی حیثیت سے زیادہ ہے' بلکہ بخدا میرا خیال پختہ ہے کہ اسکا چندہ دس گنا بھی کردیا جائے تو بھی حق بین نگاہوں کے آگے کچھہ گراں نہیں ٹھیر سکتا - گذشتہ اشاعت میں کسی صاحب نے (افسوس کہ فایل کے نہ ہونے کی وجہ سے میں اُنکا نام نامی نہیں تحریر کرسکا) بھوپال سے اسکی قیمت میں کمی کر دینے کے چند وجوہ تحریر کیے تھے' جس سے ایک امید ہوگئی تھی کہ اب میری آنکھیں بھی بلا امداد غیرے اسکی زیارت سے مشرف ہوا کرینگی - مگر افسوس صد افسوس' کہ اس ہفتے کی اشاعت میں جناب حکیم غلام غوث صاحب کا مضمون دیکھکر اُس تازہ اُمید پر ایک اُوس سی پڑگئی -

حکیم صاحب موصوف نے چند مطالب اُن لوگوں کے تو ضرور دکھلا دیے جنکے دلوں میں علم کی کوئی وقعت نہیں' مگر افسوس کہ اُن لوگوں کا مطلق خیال نہ آیا جوکہ علم دوست اور کم استطاعت ہیں - کاشکے جناب حکیم صاحب کے دل میں بجائے اس خیال کے یہ خیال پیدا ہوتا ' کہ دفتر الہلال میں ایک فنڈ کھولا جائے' جسکی اعانت ذی مرتبہ اشخاص کے ذمہ ہو' اور اُسکی غرض یہ ہو کہ کم استطاعت لوگوں کو یہ پرچہ نصف قیمت پر دیا جائے ' اور خود اُسمیں ایک بہت بڑا حصہ اپنے ذمہ لیکر ایک کثیر جماعت کو اپنا ممنون و مشکور بناتے - حیف صد حیف کہ اس زمانے میں بھی ذی مرتبہ اشخاص غربا کو کسی بات کے اہل ہونیکے قابل ہی نہیں خیال کرتے' اور فرماتے ہیں کہ (معذور دعای درست) مسلمانو! یہ زمانہ خود داری و خود پسندی کا نہیں ہے' بلکہ تمکو چاہیے کہ ہر کہہ و مہ کو اسلامی مشنری کا ایک با کار پرزہ خیال کرو' اور چھوٹے پرزونکا زیادہ خیال رکھو' کیونکہ ' کثرت استعمال سے اُسکا جلد خراب ہوجانا ممکن ہے -

اعلان

ضروری اطلاع

عالیجناب شمس العلماء مولوی نواب امداد امام صاحب بہادر اثر بالقابہ کا دیوان مطبع سرکاری ریاست رامپور میں زیر طبع ہے - جملہ شاعران باکمال کیخدمت میں گذارش ہے کہ براہ مہربانی قطعات تاریخ سنین حال بہت جلد راقم کے نام ارسال فرماکر ممنون فرمایا جاے ' تاکہ دیوان موصوف کے ہمراہ طبع ہوسکیں - تمام قطعات تاریخی ۱۵ - جولائی سنہ حال تک آجانا چاہئیں -

راقـــــم مصطفے علیخاں

ہوم سکرٹری ریاست رامپور - یو - پی

باب المراسلۃ و المناظرہ

سیرت نبوی اور نقد روایات آثار

از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

(۲)

حضرت موسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام جو نبی مرسل اور اولعزم پیغمبر ہیں' بدء وحی کے وقت وادی مقدس میں شرف ہمکلامی سے مشرف ہیں ' اور " وما تلک بیمینک یا موسی " وغیرہ لطف آمیز خطابات سے مخاطب' اس عین حضوری کیوقت جب عصا ڈالنے کا حکم ہوا اور عصا سانپ بنکر ہلنے لگا تو موسی علیہ السلام حسب مقتضاء بشری مونہہ پھیر کر بھاگے - جب خدا تعالی نے تسلی دی' تب جاکر سکون ہوا - قال اللہ تعالی : فلما رآها تهتز كانها جان' ولي مدبرا و لم يعقب' يموسى لا تخف اني لايخاف لدي المرسلون - واقعۂ کلیم اللہ علیہ السلام اور واقعہ وحی نبوی علیہ السلام نوعیت کے اعتبار سے بالکل یکساں ہیں - البتہ وہ قرآن سے ثابت ہے' اور یہہ حدیث صحیح سے - پس اگر روایت بدء وحی تعجب انگیز ہے تو واقعہ موسی علیہ السلام اعجب ہے - اس بنا پر حضرت نبوی صلی اللہ علیہ و سلم کا اول اول جبریل علیہ السلام کو اونکی اصلی صورت میں جو ۶۰۰ پروں کے ساتھہ ظاہر ہوے تھے' دیکھکر گھبرا جانا اور بوجہ شدت ثقل وحی کے (جسکا ثقل قرآن سے ثابت ہے : انا سنلقي عليك قولا ثقيلا اور مشاہدہ صحابہ سے ثابت ہے - حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اگر اتفاقا آپ ناقہ قصواء پر سوار رہتے اور اوسوقت وحی آنیکا اتفاق ہوتا ' تو غایت ثقل سے ناقہ قصواء گھٹنے کے بل بیٹھہ جاتی - اور زمانۂ سرما میں بوجہ شدت وحی آپ بسینہ پسینہ ہوجاتے -) مرعوب ہو جانا اور بدن ناسوتی پر لرزہ پڑ جانا ' کسیطرح منصب نبوت اور شان پیغمبری کے خلاف نہیں' اور نہ موجب قدح روایت ہے - اور پہاڑ سے گرنیکا قصد معاذ اللہ بوجہ فتور حواس نہیں بلکہ جب وحی چند روز کے لیے موقوف ہوگئی' اوسوقت بسبب غایت شوق و ذوق اسکا خیال ہوتا ' جیسا غایت اشتیاق کے وقت جان دیدینا ہر آدمی کی فطرت میں داخل ہے - فی البخاری بروایۃ معمر عن الزهري : ثم لم ينشب ورقة ان توفي وفتر الوحي فترة حتى حزن النبي صلى الله عليه وسلم فيما بلغنا حزنا غدا منه مرارا كي يتردى من رؤس شواهق الجبال - فكلما اوفي بذروة جبل لكي يلقي نفسه تبدى له جبريل فقال يا محمد انك رسول الله حقا فيسكن لذلك جاشه و تقر نفسه - فيرجع فاذا طالت عليه فترة الوحي عد لمثل ذلك فاذا اوفى بذروة جبل تبدى له جبريل' فقال له مثل ذلك الخ - علی ھذا ورقہ سے آپکو اطمینان ہوا تو یہہ بھی امر طبعی ہے - جب کوئی شخص کسی فن کا ماہر ہو' اور اوسکے گرد و پیش کے حالات اور معاملات اطمینان بخش ہوں تو اوسکی بات بھی طبعا موجب تشفی ہوتی ہے - کثرت ادلہ سے مزید اطمینان کا ہونا منافی نبوت نہیں ہے - ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے (ولكن ليطمئن قلبي) یہ ثابت ہوتا ہے - در حقیقت آپکو اطمینان تو اول ہی ہوچکا تھا' اس سے اور زاید اطمینان ہو گیا -

الغرض شواہد عقلیہ اور قواعد نقلیۂ قطعیہ اسپر دال ہیں کہ بدء وحی کی روایت بوجوہ مذکورہ مظنہ اشتباہ نہیں - اصول درایت سے کسیطرح ان روایات پر تنقید نہیں ہوسکتی - ھذا ان اصبت فمن اللہ و الا فمني و من الشيطان و اللہ اعلم و علمہ اتم و احکم -

جماعۃ حزب اللہ

اور

مسلمان خواتین

از صالحہ خاتون صاحبہ بنت سید محمد صالح مرحوم (آرہ)

آپکي دعوت " من انصاري الى الله " کي پُر اثر آواز پردہ میں بھي پہنچي ' اور ہمارا اور مثل ہمارے اکثر ہماري بہنوں کا دل بیقرار ہو گیا ' کہ اس انجمن میں ہم بھي کسیطرح سے شریک ہوں - چونکہ حضور نے فرقۂ نسواں کي شرکت کي نسبت صراحت سے کچھہ نہیں لکھا ' پس نہیں معلوم کہ ہماري جنس کو ' جس کا اس زمانے میں کوئي پُرساں حال اور سچا ہمدرد نظر نہیں آتا ' شرکت کا شرف حاصل ہوگا یا نہیں ؟ یہ لکھنا عبث ہے کہ ہماري شرکت اس مبارک انجمن کے حق میں کسقدر مفید ثابت ہوگي ؟ دنیا میں کوئي کام بغیر مرد اور عورت ' دونوں کي شرکت کے اچھی طرح انجام نہیں پاتا - لڑائي تک میں ' جو خاص مردونکا کام ہے ' عورتیں بیماروں اور زخمیوں کي خبرگیري اور تیمار داري کا اہم کام کس خوبي سے انجام دیتی ہیں - اسي طرح عبادت میں بھي وہ اپنے برادران دین کے ساتھہ جسطرح زمانہ قدیم میں شریک ہوتي تھیں ' اب بھي شریک ہو سکتي ہیں - غرضکہ کوئي کام ایسا سمجھہ میں نہیں آتا کہ جو مردوں ہي کے فایدے اور انہي کي ترقي کے واسطے مخصوص ہو ' اور عورتوں کو اوس سے کوئي سروکار نہو - چونکہ حضور نے کوئي تخصیص کسي کام کي نہیں کی ہے ' ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کام ہمارے حسب حال اور کرنے کے قابل ہوگا یا نہیں -

اگر پردہ کا خیال کیا جاے تو اسکے دو جواب ہیں : ایک یہ کہ زمانہ قدیم میں عورتیں کیا کرتي تھیں ' اور ایسے مبارک کاموں میں شرکت کرتي تھیں یا نہیں ؟ اگر کرتي تھیں تو ہمارے واسطے بھي مثل اونکے شرکت میں کوئي مضایقہ نہیں - دوسرے یہ کہ رسمي پردہ في زماننا خود کم ہو گیا ہے ' اور روز بروز اوٹھتا جاتا ہے - بہت سي عورتیں تعلیم یافتہ اور نیم تعلیم یافتہ ایک ضروري اور شرعي پردہ کے ساتھہ سب کچھہ کر سکتیں ہیں ' اگر کرنا چاہیں ' اور اونکے " قوامون علي النساء " بھی اونکو اجازت دیں - بہر نہج یہ معاملہ بہت ضروري ہے ' اور امید ہے کہ حضور بھي اسکي نسبت اپني زبان فیض ترجمان سے کچھہ ارشاد فرمائینگے - ہم اتنا ضرور عرض کرینگے کہ اس زمانے میں ہر شخص ہمارا مخالف ہي مخالف ہے ' کوئی اپنا اور ہمدرد نہیں - بعض صلاح کار حضور کے سامنے پردہ کي شق پیش کرینگے ' بعض اوسکو غیر مناسب اور خلاف مصلحت بتلائیں گے ' مگر حضور اِن ریا کاروں کے کہنے سننے میں نہ آویں ' اور جیسا مناسب سمجھیں خود تصفیہ کریں ' مگر ہمارے حقوق پامال نہوں -

الہـــلال

آپ اور مثل آپکے دیگر اسلام پرست و با غیرت و حمیت بہنوں کا یہ جوش دیني ' انکي قدیمي روایات ملیہ کو تازہ کرنے والا ' انکے جنس اشرف کے جذبات و عواطف کے احترام کو زندہ کرنے والا ' اور مستحق ہزار تحسین و صد ہزار حوصلہ افزائی ' و نیز موجب شکر حضرت عز اسمہ ہے - اللہ تعالے توفیق رفیق اور استقامت و ثبات ہم سب کے شامل حال فرماے -

" انصار اللہ " کا مقصد حقیقي اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ حقیقي مسلمان بننے کي دعوت دي جاے ' اور ایک جماعت پیدا کي جاے جو اپنے تمام اعمال و افعال میں تعلیم اسلام کے خود فروشانہ و مجاہدانہ اتباع کا نمونہ ہو ' اور اپني زندگي کو ہر طرف سے ہٹاکر ' صرف اللہ کے ماتحت کردے - پس ظاہر ہے کہ اگر اسلام و قران کي دعوت میں مرد و عورت کي تفریق نہیں تو اس میں بھي کیوں ہونے لگي ؟ اگر مسلمانوں کو مسلمان بنا چاہیے تو مرد و عورت ' دونوں کیلیے ہے - اور اسلام جو تمام عالم میں عورتوں کو انکي اصلي عزت و حقوق دلانے والي ایک ہي قوۃ الہیۂ وحیدہ ہے ' وہ کب کسي چیز میں امتیاز و تفریق کو پسند کرتي ہے ؟

پس اگر ایک عورت مسلمہ ' اللہ اسکے احکام کي مخاطب ہے ' اگر مومنین و مسلمین کے ساتھہ مومنات و مسلمات بھي صداے الہي کے مخاطب ہیں ' اگر شریعۃ الہیہ اور احکام اسلامیہ اعمال حسنہ کي تمام انسانوں کو دعوت دیتے ہیں ' اور اگر اللہ کے بندے صرف مرد ھي نہیں بلکہ بالکل انہي کي طرح عورتیں بھي ہیں ' اور اگر اسکا دروازہ ہر اپنے چاہنے والے کا منتظر ہے ' تو پھر کیا امر مانع ہے اسکے لیے کہ دعوت انصار اللہ کي صدا پھر وہ اپنے محترم دلوں کے اندر ولولۂ مقدس پائیں اور لبیک نہ کہیں ؟

پھر یہ ایک امر ظاہر و مسلم ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے انقلابات بعیدہ و قریبہ کا اگر تفحص کیا جاے تو اسمیں اس جنس اشرف و محترم کے مساعي کا ایک بہت بڑا سلسلہ نظر آے گا - یہی ہیں جنکو اللہ تعالی نے اپني مخلوقات کي مجازي ربوبیت کا منصب عطا فرمایا ہے ' اور انساني قلب و دماغ پر حکومت بخشی ہے - یہي ہیں جو اگر چاہیں تو گھر کے اندر رہکر وہ عظیم الشان انساني تبدیلیاں پیدا کردیں ' جو باہر کے مجمعوں اور مجلسوں میں بڑے بڑے مصلحین و واعظین نہیں کر سکتے - یہ ماں کي صورت میں انسان کي طبیعت پر حاکم ہیں ' اور اسکي فطرۃ ثانیہ انکے ہاتھوں میں ہے - اور پھر بیوي کي صورت میں معیشۃ منزلی کي ملکۂ فرماں رواں ہیں ' اور جس رنگ میں چاہیں ' انسانوں کو رنگ دے سکتی ہیں -

زیادہ تفصیل کي گنجایش نہیں - مقصد یہ ہے کہ آج ہم میں تبدیلي پیدا کرنے کیلیے ایک بہت بڑي اصولي اور بنیادي شے یہ ہے کہ ہمارے گھروں کے اندر تبدیلي پیدا ہو ' اور ہماري عورتیں اُس صدا کو گھروں کے اندر یاد دلائیں ' جنکو گھر سے باہر ہم سنتے ہیں ' اور پھر بدبختانہ بھلا دیتے ہیں -

اگر وہ دن آجاے کہ ہماري عورتیں آمادۂ عمل ہو جائیں ' تو اللہ اللہ ! اُس دن کي عظمت و بزرگي ' اور اسکے نتائج مدہشۂ و جلیلہ کا کیا پوچھنا ؟

یقین کیجیے کہ پھر ہم سب بدل جائیں ' اور ہم بدل جائیں تو دنیا کو بھي بدل جانا پڑے -

امید ہے کہ اب آپ کي تشفي ہوگئی ہوگی ' اور میں اطلاعاً ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ علاوہ اپني جماعت مخصوص مقامي کي ' باہر سے بھي اس وقت تک بہت سي خواتین غیور و اسلام پرست شریک دعوت و معین راہ ہو چکي ہیں - رہا پردے کا سوال ' تو اسکو اس مسئلے سے کوئی تعلق ہي نہیں ہے - خدا کا ہر بندہ اپني جگہ پر رہکر اپنے خدا سے ملسکتا ہے - اسکے لیے باہر نکلنے کي ضرورت نہیں - و نسال اللہ تعالی ان یرزقنا کمال الحسنی ' و سعادۃ العقبی ' و خیر الاخرۃ و الاولی -

شؤون عثمانیہ

الاتحاد الاسلامي

از حضرت کاتب قدیر : جلال نوري بک

(۲)

عالم اسلامي پر تفوق یورپ کا راز دو باتوں میں مضمر ہے :

(۱) علوم و معارف میں عالم اسلامي کا تنزل -

(۲) مستعمرات اسلامیہ میں اشاعت مدنیۃ حدیثہ اور منع انتشار علوم و معارف کے لیے یورپ کي سعي -

پس اگر عالم اسلامي چاہتا ہے کہ یورپ کے غالب پنجے سے ان حقوق کو واپس لیلے ' جن پر یورپ نے اپني شجاعت و بسالت یا آتشیں و سفید اسلحہ سے نہیں ' بلکہ اختراعات و اکتشافات ' صنائع و تجارات دہاء و حزم ' اور خدع و دروغ باني سے قبضہ کرلیا ہے ' تو اسکا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے تمام جوش و خروش ' ولولہ و حوصلہ ' سعي و کوشش ' اور ہمت و وقت کو اس ایک مرکز پر جمع کردیں - جب تک یورپ اپنے حوصلہ و علم سے ہماري زمینوں اور اپنے مصنوعات و اختراعات سے ہماري جیبوں کو خالي کر رہا ہے ' اسوقت تک ہمارے لیے نہ انقلابات سیاسیہ و اضطرابات داخلیہ مفید ہونگے ' اور نہ مؤتمرات اصلاحیہ و موازنات دولیہ - کیونکہ ہماري موجودہ گونہ گوں غلامیاں علم کي شاخ سحر کا عمل ہیں ' جسکے رد کے لیے بھي اسي شاخ سحر کي ضرورت ہے - پس عالم اسلامي کو یہ نکتہ اچھي طرح سمجھہ لینا چاہیے کہ اگر وہ اس کار زار ہستي میں آزادي کے ساتھہ زندہ رہنا چاہتا ہے ' تو اسکو لازم ہے کہ اس تیغ و سپر سے فوراً مسلح ہو جاے ' جو حریت و حیات کے بقاء کے لیے نا گزیر ہیں - یہ تیغ و سپر کیا ہیں ؟ علوم و معارف -

خطر اصفر (Yellow Peril) یورپ کے لیے خواب خوف آگین (نائٹ میر) ہے ' جسے دیکھہ کے چیخنے والے کي آواز پر نہ صرف ایوان سیاست کے زود ترس سونے والے ' بلکہ بنکوں کے مہاجن اور بازاروں کے خوانچے والے تک چیخنے لگتے ہیں - اسلیے ارباب دانش و سیاست عرصے سے اس کوشش میں ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہوسکے جراثیم کو قتل کر ڈالا جاے - یورپ کا خیال ہے کہ ان جراثیم کے توالد و تناسل ' و تضاعف و تزاید کا سبب وحید ' اتحاد اسلامي کا تخیل ہے ' اور اس اتحاد اسلامي کا عروۃ الوثقی وحدت لغت یعنی زبان کا ایک ہونا ہے - پس جہاں مسلمانوں نے خود اپني لغۃ ملیہ کو چھوڑ دیا ہے ' اور بغیر قہر و اکراہ کے ' نہ صرف بنظر ضرورت ' بلکہ بخیال تفرنج ' و بسبیل مباہات ' فرنگي زبانیں اختیار کرلے جاتے ہیں ' وہاں تو ضرورت ہي نہیں ' مگر جن مقامات کے مسلمان ابھي اس رشتہ اتحاد اسلامي کو اپني انگلیوں میں مضبوط پکڑے ہوے ہیں ' اور اسوقت تک چھوڑنا نہیں چاہتے ' جب تک کہ گردنیں اپني جگہ سے نہ سرک جائیں ' وہاں ہر ایسي شرمناک فرنگیانہ تدابیر سے اسکے چھڑانے کي کوشش کیجارہي ہے ' کہ انسانیت کي زبان ارباب تدابیر کي تحقیر کے بغیر نہیں رہسکتي - مشرق کا ایک معمولي طالب علم بھي جانتا ہے کہ قریباً ہر ملک میں دو زبانیں ہوتي ہیں : ایک لغۃ فصحہ کہ ایک ہي ہوتی ہے ' اور خطابت و کتابت اور خواندہ طبقہ میں عام طور پر استعمال کیجاتي ہے - دوسري دارجہ کہ متعدد ہوتي ہیں ' اور زیادہ تر ناخواندہ و باشندگان قصبہ و دہ میں مستعمل ہوتي ہے - دارجہ کا تعدد و تشتت لغۃ فصحہ کي وحدت پر موثر نہیں ہوتا - اہل دارجہ خواہ صحبت و معاشرۃ ' خواہ تعلیم و تربیت سے جب اس قابل ہوجاتے ہیں کہ زبان فصحہ استعمال کرنے لگیں ' تو دارجہ کو چھوڑ کے فصحہ اختیار کرلیتے ہیں - کردي کي زازا ' عثماني کي اذري ' اور بربري کي عربي سے وہي نسبت ہے ' جو فالقي ' باسقي ' اور برو ٹانسالي کي فرانسیسي سے ہے -

اس توطیہ و جیزہ کے بعد میں اپنے مقصود کي طرف متوجہ ہوتا ہوں - افریقہ کي دارجہ بربري ہے - رومیوں کے عہد میں تمام قبائل شمالي افریقہ کي یہي زبان تھي ' مگر جب اسلام آیا تو اپنے ساتھہ مدنیت اسلامیہ کے دیگر اجزاء کي طرح لغت اسلامیہ یعني عربي بھي لایا - جسطرح کہ عالم اجسام میں ناموس (تنازع للبقاء و بقاء الاصلح) جاري ہے ' اسي طرح عالم السنہ میں بھي جاري ہے - بربري اور عربي میں تنازع و تصادم ہوا - بربري تاب مقابلہ نہ لاسکي - اعلی طبقہ کو چھوڑ کے جہلا اور عامہ میں پناہ گزیں ہوگئي کہ وہ ہمجیت و توحش کي یادگاروں کے لیے ایسي پناہ گاہیں ہیں ' جہاں تک مدنیت و ارتقاء کا ہاتھہ نہیں پہنچتا ' اور اگر پہنچتا بھي ہے تو بہت عرصہ کے بعد - غرضکہ صرف سر انگشت کتابت و خطابت ' اور اعلی و خواندہ طبقہ پر عربي نے قبضہ کیا ' اور یہ حالت ہوگئي کہ تمدن و شایستگي کا ذریعہ (کہ زبان اسلوب ' بلکہ مخارج تک ہیں) عرب کے مخارج کي نقل و محاکات سمجھي جانے لگي ' بعینہ اسیطرح ' جسطرح کہ ایک اناطولي دہقاني جب قسطنطنیہ میں چند دن رہتا ہے تو اپنا کرخت اور درشت لہجہ چھوڑ کے قسطنطنیہ کا شیریں و نرم لہجہ اختیار کرنے کي کوشش کرتا ہے - یا ایک باشندہ نو آبادي پیرس میں چند دن رہتا ہے تو اپنے وحشیانہ لہجہ کو چھوڑ کے پیرس کے شستہ ' شالستہ ' اور طرب انگیز ' لہجہ کو اختیار کرلیتا ہے - پس گو افریقہ کي اصلي زبان بربري تھي ' مگر جب عربي آئي تو اس نے کچھہ تو دامن ملت و خلافت سے وابستگي کي وجہ سے ' اور زیادہ تر اپني خوش آہنگي ' مایہ داري ' اور قدرت تعبیر سے بربر کے قلمرو ادب کو (جو خطابت و کتابت ' تصنیف و تالیف ' مراسلہ و مکالمہ پر مشتمل تھا) اپني وسیع شاہنشاہي میں شامل کرلیا - پس اگر فرانس لغت ' جنس ' اور وطن میں افریقہ سے مختلف ہونے کے باوجود افریقہ کے استعمار کو جائز سمجھتا ہے ' تو کوئي وجہ نہیں کہ عربي کے اس استعمار کو " غصب " یا تداخل نا جائز قرار دیا جاے اور افریقہ سے اسکے نکالنے کي کوشش کیجاے - حالانکہ اہل افریقہ سے عربی بنسبت فرانس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ انکي زبان ملي اور صدیوں سے زبان ادبي ہے - مگر یورپ ' یہ پیکر مصالح پرستي ' یہ مجسمہ خود کامي ' یہ مرقع اجماع حریصہ

واستبداد، اس اثر اسلامی، اس مذکر ماضی اور اس رشتۂ اتحاد اسلامی کو فنا کردینے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے - اور اسکی جگہ اس زبان کو زندہ کرنا چاہتا ہے، جسکا نام بربری یورپ کی تمام زبانوں میں اپنے مفہوم وحشت کے لحاظ سے بدترین دشنام ہے -

اس کارروائی میں فرانس سب سے پیش پیش ہے - اس عدل سوز مقصد کے لیے فرانس نے کیا کیا تدابیر اختیار کی ہیں ؟ افسوس ہے کہ داستان طویل اور اطاق مقالہ تنگ، مختصراً یہ کہ بربری زبان کے زندہ اور عربی کے مردہ کرنے کے لیے تیغ و زر دونوں سے کام لیا جا رہا ہے، اور بعض حصوں میں یہ مساعی شنیعہ اس حد تک کامیاب ہوگئی ہیں کہ کل تک جنکی زبان کے لیے عربی، جوے سلسبیل تھی، آج انکے کانوں کے لیے وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے، جو دوزخ میں مجرموں کے کانوں میں ڈالا جائیگا -

عربی کا ذکر عرضاً آیا تھا، مگر موضوع تفصیل طلب تھا، اور گو میں نے ایجاز کی کوشش کی مگر ایجاز بھی اتنا بڑھا کہ بجاے خود اطناب ہوگیا - مجھے کہنا یہ ہے کہ علم، زبان، صنعت، تجارت، سپہگری، غرض ان تمام اسلحہ ہجوم و دفاع سے عالم اسلامی تہیدست ہے، جو اس رزمگاہ ہستی میں کسی قوم کو پامالی سے بچا سکتے ہیں - لیکن با ایں ہمہ تہیدستی و بے سامانی، ایک ہتیار ہے جو تیغ بھی ہے اور سپر بھی - وہ دشمن کے وار روک بھی سکتا ہے، اور خود انکے چرکے بھی لگا سکتا ہے - یہ سلاح مقدس حبل اللہ فی الارض "الاتحاد الاسلامی" ہے -

پس اب مسلمانوں کو صرف دو کام ہی کرنے ہیں :

(۱) اس رشتۂ اتحاد کو مضبوط پکڑنا، اور اسکے استحکام کی کوشش کرنا - اسکے لیے ضرورت ہے کہ ایک بین الملی زبان ہو جسکے لیے بحمد اللہ عربی موجود ہے - پس چاہیے کہ اسکی توسیع و ترقی، نشر و اشاعت، اور اسمیں نبوغ و کمال پیدا کرنے کی کوشش کیجاے، اور ہر ایسے خطے میں جہاں مسلمان ہوں، ایک ایسی جماعت ہو، جو عربی میں اپنے افکار و آراء ظاہر کرسکے اور اسطرح ہر اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے حالات سے باخبر ہو - اور انکے رنج و راحت میں شریک اور ایکدوسرے کی مشورہ و راے سے مدد کرے -

علوم و معارف اور خصوصاً عملیہ پر خاص طور پر توجہ کیجاے - اور ملکی مصنوعات و تجارت کو فروغ دیاجاے - کیونکہ یورپ کی طاقت کا مدار دولت پر ہے، اور دولت کا مدار ایشیاء کی جیبوں پر - پس اگر ایشیا کی جیبوں کے منہ یورپ کے لیے بند ہوگئے تو پھر یورپ کل کا یورپ نہ رہیگا -

داستان خونین

(۲)

سلسلے کیلیے نمبر (۱۹) ملاحظہ ہو

باوجود ریاستہاے بلقان کی کوششوں، یورپین پریس کی زرخریدہ خاموشی، اور یورپین وزارتوں کی سازشوں کے، کچھ حصہ ان مظالم کا، جو ریاستہاے متحدہ نے مسیحیت کے نام سے اس لڑائی میں کیے ہیں، آخر آشکارا ہو ہی گیا :

جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

ہزاروں قیدیوں کے ہاتھہ پاوں کاٹے گئے یا بیرحمی سے تہ تیغ ہوے، غیر جنگجو لوگوں کی پوری آبادیاں، جنمیں بڈھے، عورتیں، بچے، سب شریک تھے، زندہ جلا دی گئیں - ہزاروں عورتیں اور کم عمر لڑکیاں سنگدلی سے بے عصمت کیگئیں - اس طوفان خونخواری اور بہیمیت میں جو مظلوم مقدونیا پر نازل ہوا، سب سے بڑا قہر یہ ہوا کہ زخمی مرد اور بے بس عصمت دریدہ عورتیں اکثر زندہ دفن کردی گئیں !!

یہ افسانہ مظالم جو نہایت معتبر ذرایع سے ہم تک پہنچا ہے، من و عن شایع نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اول تو اوسکے تفصیلی حالات اسقدر درد انگیز ہیں کہ انسانی طبیعت اسکی سماعت کی متحمل نہیں ہو سکتی - دوسرے اسکا خوف ہے کہ اوسکے راوی محض واقعات کی صفائی اور بلا کم و کاست ہولیکی وجہ سے پہچان لیے جائینگے، اور وہ خونخوار درندے، جو مقدونیا پر اب قابض ہیں، اونسے ضرور انتقام لینگے -

واقعات کے انتخاب میں ہمنے پوری کوشش کی ہے کہ بہت مختصر کرکے لکھے جائیں -

ہماری معذرت ٹھکانے لگ جاے، اگر وہ واقعات جو ہمنے اس رسالے میں بیان کیے ہیں، اور جو اوس پورے مواد کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں، جو ہمارے پاس موجود ہے، اونکو پڑھکر تمہارا دل پسیجے اور تم لوگ اپنی گورنمنٹوں کو سمجھاؤ کہ اب اوس سکوت و جمود سے (جو سازش سے کسیطرح کم نہیں) باز آئیں، جو اونکا لڑائی کے پیشتر سے وتیرہ رہا ہے - اور ان مظالم کو روکیں، کیونکہ یہ اب تک جاری ہیں - اور اگر یہ نہ روکے گئے تو اوسوقت تک جاری رہینگے، جب تک کہ رومیلیا کی پوری اسلامی آبادی مٹ نہ جائیگی - ہم سے ہر روز وعدے کیے جاتے ہیں اور اسکا ثبوت ملتا رہتا ہے کہ دول یورپ مسئلہ بلقان کی نسبت تقریباً متفق ہیں، اور اونکے افعال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کے فریب کار سیاست کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور سچ بولے -

مگر یقیناً انسانیت کے سادہ مسایل پالیٹکس کے پیچیدہ مسایل سے کہیں آسان تھے، مگر ابتک اس معاملے میں کسی کوشش کا نہ کیا جانا، کیا اسکا کافی ثبوت نہیں ہے کہ دول یورپ قتل و خونریزی کے واقعات سے بالکل پنبہ بگوش ہیں ؟ مگر اوسی حد تک جب تک کہ اون واقعات کا تعلق مسلمانوں سے ہے -

اس رسالے کو سیاسی مسئلہ بلقان سے کوئی تعلق نہیں، مگر پھر بھی اسکے درد انگیز مطالب پوری طرح سمجھنے کیلیے ضرور ہے کہ ناظرین مسئلہ مذکور سے مختصراً آگاہ کردیے جائیں -

قطع نظر البانیا کے، جہاں مسلمانوں کی تعداد ہمیشہ سے غالب رہی ہے، مقدونیا کی آبادی بھی ابتدا سے ایک مخلوط آبادی ہے، جسمیں مختلف نسلوں اور متعدد مذاہب کے مخلوط ہو جانے سے کوئی صحیح تقسیم و تفریق ممکن نہیں - مثلا اکثر مسلمان، سربی یا بلغاری ہیں اور بہت سے وہ لوگ، جو یونانی کہے جاتے ہیں، در اصل البانی یا ولاخ (رومانی) ہیں - اور وہ جو بلغاریا کے نقشجات مردم شماری کے مطابق بلغاری کہے جاتے ہیں، در اصل یونانی ہیں، جنہوں نے ڈر کے مارے تبدیل مذہب کر دیا - اسیطرح اکثر بلغاریوں نے بھی خوف سے کلیساے یونان قبول کر لیا ہے - چنانچہ مقدونیا کی آبادی مجملا یہ بتلائی جاتی ہے :

مسلمان	۴۰ - فیصدی
عیسائی	۶۰ - فیصدی

مگر یہ تعداد بلغاریوں کے حساب کے مطابق ہے - ترک اپنے حساب سے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ بتلاتے ہیں - یعنے کم از کم دس لاکھہ - مگر خواہ اسی حساب سے ہو، مسلمانوں کی تعداد دیگر

قوموں سے کہیں زیادہ (اس واقعہ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے جسکو افسوس ہے کہ یورپ اکثر بھلا دیا کرتا ہے) اور پورے مقدونیا میں پھیلی ہوئی ہے - قواله اور اوسکے اس پاس کے تین اضلاع بالکل اسلامی شہر ہیں - انکے علاوہ یہود (سفردیم) بھی کثرت سے آباد ہیں - صرف ایک شہر سالونیکا میں انکی تعداد اسی ہزار سے کم نہیں جو دیگر فرقوں سے کہیں زیادہ ہے - یہ لوگ اون لوگوں کی نسل میں ہیں' جو سنہ ۱۴۹۳ع میں کلیسا اور سلطنت' دونوں کے ہاتھ سے گھایل' اور مقدس انکویزیشن کے مظالم وتشدد سے بھاگ کر ترکوں کے پاس پناہ گزیں ہوے تھے - ترکوں نے اونکے ساتھ ہمیشہ ایک بے تعصبانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کیا - المختصر " یونانی " گوشہ جنوب مغرب اور مقامات ساحل میں' اور " بلغاری " مشرق میں' اور " سربی " شمال میں آباد ہیں -

ہم سلطنت عثمانی کو اوس الزام سے بالکل بری الزمہ نہیں کرنا چاہتے' جو مقدونیا کی بدنظمی کے معاملے میں اوس پر عاید ہوتا ہے - ترکوں نے اس معاملہ میں بیشک غفلت اور سہل انگاری سے کام لیا' اور ریفارم (اصلاح معاملات) میں ضرور اونہوں نے سستی کی - مگر اونکے ہمسایوں کا طرز عمل اس سے بالکل جدا تھا - اونکے واسطے بدنظمی بہت ضروری تھی' کیونکہ اونکے شیطانی منصوبوں کی پرورش صرف اس بدنظمی کے گہوارہ ہی میں ہوسکتی تھی - اگر ترک اصلاح میں صرف سستی کے گنہگار تھے' تو یہ لوگ اوسی اصلاح کے جانی دشمن اور سخت مخالف تھے - اسکے علاوہ اس مخالفت کی تجویز میں ریاستہاے بلقان کے علاوہ اور لوگ بھی شریک رہے ہیں' جنکا دانت ہمیشہ سے البانیا اور سالونیکا پر لگا تھا -

صدہا طریقوں سے مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی' مگر اونمیں سے صرف چند ہمارے اس رسالے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نفرت صرف ترکوں ہی تک محدود نہ تھی - " یونانی " اور " بلغاری " بسبب اختلاف قوم و مذہب آپس میں اسدرجہ عداوت رکھتے تھے کہ اوسکے آگے ترکوں کی منافرت مات ہوگئی تھی -

اصلاح کے سوا اور کسی چیز سے ان متضاد عناصر میں ایک غیر طبعی اتفاق و اتحاد کا پیدا کرنا ممکن نہ تھا' مگر اصلاح کے معنے تھے ایک متحدہ اور مطمئن مقدونیا' مگر مقدونیا کے اتحاد سے یونانیوں اور اسلافیوں کی تمام حوصلہ مندیاں خاک میں ملجاتیں -

مسئلہ ارمینیا

روسی اخبار باکو نے ارمینیا کے متعلق سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مدبر کا مضمون شائع کیا ہے - مضمون نگار لکھتا ہے :

اس امر کا تصور بھی ممکن نہیں کہ دول کی مخاصمت کا نشانہ بنے بغیر روس اراضی کوہ قاف سے زیادہ وسیع زمین حاصل کرسکے - کیونکہ اس صورت میں وہ مجبور ہوگا کہ ان تمام مقامات میں' جن پر وہ قابض ہوا' اتنی بڑی فوجی طاقت رکھے' جتنی کہ وہ کوہ قاف میں بھی جمع نہ کرسکا ہے' اور اگر خونیں رستخیز کے بعد چھہ ہمسایہ اناطولی صوبوں کو روس نے مشغول کرلیا' تو دول عظمی کے سامنے وہ اس جوابدہی کا ذمہ دار ہو جائیگا' جسکی اسمیں طاقت نہیں -

صوبہ ہاے مذکور میں انتظامی خود مختاری کی بنیاد انہی ارمنیوں کے لیے اس سے زیادہ مضر ہے' جتنی کہ مفید ہے - وہاں اکثریت اسلام کو حاصل ہے - پس انتخاب میں اقلیت (منارتی) انہی کی طرف ہوگی -

ارمنیوں کے لیے مفید ترین شے اصلاحات کا نفاذ ہے - مسئلہ شرقیہ سے بحث کرنے والے تمام ارباب سیاست اس امر میں میرے ہم آہنگ ہیں کہ ارمنیہ کی خوشحالی صرف ان اصلاحات سے ممکن ہے' جو (یورپ کی کفالت پر) دولت عثمانیہ نافذ کرنا چاہتی ہے -

ان خوابوں کو پورا کرنا غیر ممکن ہے' جو بعض ارمنی ارباب ہوس دیکھ رہے ہیں - اگر ہم غور کرینگے تو معلوم ہو گا کہ دولت عثمانیہ کی مشکوک حالت ہی نے ارمنیوں کو اس خیال سیاسی اور ان پر افراط مطالبات کے غاروں میں گرادیا ہے - اور بعض نے تو وہ بے سود حرکتیں کی ہیں' جنکو مستقبل کی اصلاحات سے کوئی تعلق نہ تھا -

موجودہ جنگ بلقان کو ارمینیہ کے مستقبل سے کوئی تعلق نہیں' یہ ناممکن ہے کہ ریاستہاے بلقان کی فتوحات کا اثر مشرقی اناطول پر پڑے - دول عظمی نے (اپنے مصالح کی بنا پر) بالاتفاق طے کرلیا ہے کہ ابھی اناطول ترکی ہی کے ہاتھہ میں رہے - ترکی پر موجودہ جنگ کے نتائج کا اثر خواہ کچھہ ہی پڑے' مگر اسکو مسئلہ ارمینیہ سے ذرا بھی مس نہیں - اگر وہاں دول عظمی میں سے کسی کے فوائد پامال نہ کیے گئے' تو روس یا کوئی طاقت بھی شدالله جنگ کی طرف ایک قدم نہ اٹھائیگی - پس اگر ارمنی ترکی کے ساتھہ اپنے تعلقات خوشگوار رکھینگے تو یہ انہی کے لیے بہتر ہوگا - انکو چاہیے کہ یورپ کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بدلے اپنی ہی حکومت کی طرف رجوع کریں کہ انکی امیدوں کے حصول کے لیے یہ کفیل تر و قریب تر صورت ہے -

تصریحات شاہ یونان

جارج متوفی شاہ یونان اور ڈاکٹر ہوادث سے جو سالونیکا میں زخمیوں کے معالج ہیں' موجودہ جنگ کی بابت بارہا گفتگو ہوئی - چونکہ جنگ بر سر اختتام تھی' اسلیے شاہ متوفی نے بعض ان امور کے اظہار میں تردد نہیں کیا' جو اب تک اس نے ظاہر نہیں کیے تھے -

جارج نے کہا کہ یونانیوں کے شدید ترین دشمن بلغاری ہیں' یونانیوں اور بلغاریوں میں ایک شدید جنگ کا ہونا ناگزیر ہے -

۱۴ - برس سے ہم اس جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے' جس سے آج فتحمند نکلے ہیں - اس تمام مدت میں ہم کو وثوق تھا کہ کسی نہ کسی دن ضرور منزل مقصود تک پہنچینگے - اسلیے ہم نے بہت سے رنجدہ امور کو برداشت کیا - ہم نے بتحقیق یہ معلوم کرلیا تھا کہ ہم میں نہ تو قوت کی کمی ہے' اور نہ صبر و فرصت شناسی کی' لیکن ہم ترکی تخت کو نہ الٹ سکے اسلیے ہم نے اسوقت کا انتظار کیا جبکہ وہ اندرونی اور بیرونی جنگوں میں مشغول ہو - موجودہ وقت ایسا ہی تھا' اسلیے ہم نے اسکے ساتھہ وہ جنگ شروع کی' جسکا انجام ہماری فتحمندی پر ہوا - اب یونان کو استراحت کی ضرورت ہے' مگر نہ اسطرح کہ یہ بھولجاے کہ اسکو ایک اور جنگ کے لیے تیار رہنا ہے اور تین چار سال کے بعد جس سے بچنا ناممکن ہو جائیگا - بلکہ میری راے میں عجب نہیں کہ عنقریب ہو -

ممکن ہے کہ دشمن (نام کی تصریح نہیں) جب اپنی طاقت جمع کرلے تو ہماری قوت سے تعداد میں بڑھجاے - مگر ایک سپاہی اور دوسرے سپاہی میں جو فرق ہے' وہ اس عدم توازن کی تلافی کردیگا - ہماری بہادر فوج پر جوش ہے' اور بخلاف بلغاری فوج کیونکہ اسکی قوتیں کمزور ہوئی ہیں - مجھے اپنی فوج پرا اعتماد ہے' اگرچہ اسکی تعداد اسوقت صرف ایک لاکھہ ۸۰ ہزار رہ گئی ہے مگر ہم ضرورت کے وقت اسمیں اہم اضافہ کرسکتے ہیں - میں ایک بات اور کہتا ہوں - جسطرح کہ ہم کو اس جنگ میں مددگار ملے ہیں اسیطرح آیندہ جنگ میں بھی ہم کو معین ماجائیں گے -

نامورانِ غزوۂ بلقان

شہادۃ بطل الحریہ

رحمۃ اللہ علیک یا نیازي بک !!

شہید راہ ملۃ و وطن ، و فقید الامۃ

حادثۂ ملي

ناظرین نسل عثماني کے موجودہ مجمع ابطال کے مشہور برگذیدہ رکن ، اور دستور عثماني کے اولین مجاہد ، یوز باشي (نیازي بک) کو ابھي بھولے نہونگے ، جس کا ذکر صفحات الہلال ھي پر نہیں ، بلکہ حوادث و واقعات عظیمۂ عالم کے قراطیس شہرت پر بارہا جالب انظار مغرب و مشرق ہوچکا ہے -

غزوۂ طرابلس کے زمانے میں غازي انور بے کے ورود طرابلس کے بعد انکا بہ تبدیل لباس مصر پہنچنا اور پھر افشاء راز کے بعد واپس جانا ، اور پھر انقلاب عثمانیہ آخري میں جانفروشانہ عزائم کے ساتھہ شریک ہونا ، وہ تازہ واقعات ہیں ، جو کل تک ہماري زبانوں پر تھے -

ممالک اسلامیہ کي تازہ ترین ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عین اپني بد نصیب ملۃ کے دور کہولۃ ، مگر خود اپنے عنفوان جواني کے عالم میں ، یہ فداء ملۃ ، خود الباني اعداء ملک و وطن کے ہاتھوں حدود البانیا کے اندر شہید ہوگیا ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

شہید راہ ملۃ و وطن :
رسنہ لي نیازي بک

درحقیقت یہ حادثۂ فاجعہ صرف مملکت عثمانیہ کا ھي خسران نہیں ہے ، بلکہ ایک مصیبۃ ملي ہے ، جسکے غم میں تمام عالم اسلامي کا حصہ ہے - ناموران و ابطال کا فقدان زندہ قوموں کیلیے بھي ایک ماتم کبري ہوتا ہے ، پھر اُس قوم کیلیے کیوں نہو ، جو اپنے دور انحطاط و تنزل کے دن گن رہي ہو ، جسکے تمام خزانے لٹ چکے ہوں ، جسکے تمام قواء نشو و نما مضمحل ہوگئے ہوں ، اور جسکا ہر آنے والا دن ، بظاہر گذرے ہوے دن سے بد تر ہو ؟

ایک دولت مند کي اشرفیوں کا صندوق بھي کھو جاے تو اسکے لیے چنداں غم و حسرت کي بات نہیں ہوتي ، کیونکہ اگر ایک صندوق ضائع جاتا ہے تو متعدد صندوق خزانے میں موجود ہوتے ہیں ، اور نئي دولت و حشمت کي افزایش و ترقي کا سلسلہ جاري ہوتا ہے ، لیکن اگر ایک فقیر در در کو ، جسکي تمام متاع اسکي پھٹي ہوي جیب کے چند کھوٹے سکے ہوں ، ایک تانبے کا حقیر و ادنیٰ سکہ بھي کھو دیتا ہے ، تو شدت غم و مایوسي سے اسکا دماغ چکرا جاتا ہے ، اور اپني بیکسي و محتاجي پر زار قطار رونا شروع کر دیتا ہے - کیونکہ دولت مند کیلیے اشرفیاں بھي کچھہ نہ نہیں ، پر اس بدبخت کیلیے تو ایک کھوٹا سکہ بھي کم از تخت قیصر و تاج سکندر نہیں !!

یہي حال قوموں اور ملکوں کا بھي ہے - زندہ قوموں کا خزانۂ خصائل و کمالات انسانیۃ ، طرح طرح کے طلائي سکوں اور قیمتي و نادر لعل و جواہر سے لبریز ہوتا ہے - اور روز بروز انکي دولت میں افزایش ، اور انکے خزانے کے حدود ارضي میں وسعت ہوتي رہتي ہے - ان میں ہر صنف و فضیلۃ انساني کے ارباب کمال موجود ہوتے ہیں ، اور ایک جاتا ہے ، تو دس اسکي جگہ آ موجود ہوتے ہیں - پس کاملین و ابطال کا فقدان گو في نفسہ درد انگیز ہو ، لیکن انکے لیے چنداں موجب خسران و نقصان نہیں ہوتا ، لیکن جو قومیں کہ اپنا دور اقبال کھو دیتي ہیں ، اور عروج و ارتقاء کي جگہ ادبار و تسفل کے زمانے میں مبتلا ہوتي ہیں ، انکی مثال اُسی کنگال فقیر کي سي ہوتي ہے - پس انکو تو اپنا ایک کھوٹا سکہ بھی ہزار درجہ زائد از لعل و گہر محبوب ہونا چاہیے - چہ جائیکہ وہ لعل درخشاں ، جو فقیر کي گدڑي ھي میں نہیں ، بلکہ بادشاہ کے تاج و تخت کیلیے بھی زیور ہو !!

ہم لٹ گئے ہیں - ہمارا خزانہ تاراج ادبار ہوگیا - اور ہمارے اُجڑے باغ کے پھولوں سے آج غیروں کے کاشانہ و ایوان معطر ہو رہے ہیں - ایسی حالت میں ہم کو اپني بچي کھچي پونجي کے ایک ایک ذرہ کا عشق ہونا چاہیے ، اور اگر آج انکو اپنے پھولوں کے لٹنے کا خوف ہے ، تو ہم کو اپنے گھر کے خس و خاشاک کے ضائع ہوجانے کا غم ہونا چاہیے !!

* * *

جب یہ حال ہو تو پھر آج ہم (نیازي بک) کے فقدان پر جسقدر ماتم کریں کم ہے -

ہم اشاعت آیندہ میں انکي سوانح عمري شائع کرینگے ، جو انکي خود نوشتہ سوانح (خواطر نیازي) سے ماخوذ ہوگي -

جنگ بلقان کے چھڑتے ھي یہ ملت پرست غیور مصروف خدمات اسلامیہ ہوگیا تھا - اس نے فوج سے الگ ہوکر مجاہدین کي ایک خاص جماعت قائم کي تھی ، اور اپنے دوست و ہمراز یوسف صبري بک کے ساتھہ مصروف دفاع وطن ، اور جہاد في

سبيل الله تها - آخري زمانے ميں اس نے البانيا كے طرف رخ كيا كه وهاں كے حالات زيادہ نازك اور اعانة طلب تهے - وهاں كے كئي معركه هاے شديده ميں شريك كار و رزم رها ' اور اس شجاعت و بسالت سے اپني مختصر جماعت كو لڑايا كه يونانيوں كو كئي سخت شكستيں ديں - بالآخر مقام (الونيا) كو فتح كركے فاتحانه اسميں داخل هوگيا ' اور يونان كي قوت عاجز آكر مجبور به فرار هوئي -

ليكن خائن ملت او روطن فروش البانی ' جنكے افعال اثيمه و ملعونه درحقيقت اس جنگ كے اسباب ميں سے شمار كيے جائيں گے ' دشمنوں سے ملے هوے تهے - انهوں نے تمام جنگ كے زمانے ميں عثماني افواج كے ساتهه خيانت هي كي - نيازي بك نے يونانيوں كو شكست دي تهي ' ليكن ان گهر كے دشمنوں كو كيا كرتا ؟ يكا يك آستانے ميں خبر آئي كه البانيوں نے ايك موقعه پر دهوكا ديكر نيازي بك كو قتل كر ڈالا هے ' او ر اسكي جماعت گرفتار مصيبت و مهالك هے : فسيعلم الذين ظلموا ' اى منقلب ينقلبون !

فرحم . فقيدنا الجليل العظيم ' رحمة واسعة - وانا لله و انا اليه راجعون -

فهـــرست

زر اعانـــهٔ دولت عليهٔ اسلاميـــه

(۲۲)

ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

فهرست چنده موضع نباواله تحصيل فاضلكا ضلع فيروزپور بقيه فهرست ۱۲۵ - روپيے كي جو سيد حسين شاه صاحب كے ذريعه وصول هوئي ' اور جس ميں سے ۵۱ - روپيه كي تفصيل ۱۹ نمبر ميں شائع هوچكي هے :

	پائي	آنه	روپيه
مياں سليمان درويش	-	-	۴
مياں احسان	-	-	۱
نظام الدين	-	-	۲
گهونا	-	-	۱
كهيون صاحب	-	-	۱
محمد صاحب	-	-	۱
گہوا صاحب	-	-	۱
سلطان صاحب	-	-	۱
جوزيا صاحب	-	-	۱
عنايت صاحب	-	-	۱
پهلو صاحب	-	-	۲
رحمت صاحب	-	-	۱
سمائيل صاحب	-	-	۱
مياں حميد صاحب	-	-	۱
جگا صاحب	-	-	۱
بدهو صاحب	-	-	۱
مياں بهادر صاحب	-	-	۵
جمال الدين صاحب	-	-	۱۵
رمضان صاحب	-	-	۱
فريد صاحب	-	-	۱
دلو صاحب	-	-	۱
سبحان و رمضان صاحبان	-	-	۱
حسين صاحب	-	-	۱
غلام رسول صاحب	-	-	۱
نور محمد صاحب	-	-	۱
بده صاحب	-	-	۱
حافظ صاحب	-	۱	-
حافظ سجاده صاحب	-	۱	-
[illegible]	-	-	۱
نور الدين صاحب	-	۸	-
ملا صاحب	-	-	۱
[illegible] صاحب	-	۸	-
والده عيسى صاحب	-	۱	-
سبحان صاحب	-	۱	-
سيد حسين شاه	-	۳	۲۰

	پائي	آنه	روپيه
اعانه عبد الله صاحب دفتري مرحوم رقم مهر	-	۳	۳
خدا بخش صاحب	۳	۱	-
محبت علي صاحب	۹	۴	-
مسماة ... بي بي بانكي پور	-	-	۴
منشي واحد علي صاحب ونڈريدري انسپكٹر برابگڈه	-	-	۵

	پائي	آنه	روپيه
بذريعه محمد عبد الله خانصاحب بزرگان بلگرامي ضلع بلند شهر	-	-	۱۰۵
ڈاكٹر خليل الرحمن صاحب بانكي پور	-	-	۳
جان محمد صاحب كلو - برهما	-	-	۱۶
محمد رواق صاحب شيخ پور	-	-	۵
جان محمد صاحب ٹونجي - برهما	-	-	۳
غلام مرتضى صاحب - شجاع آباد - ملتان	-	-	۵
عبد العلي صاحب رسولي - باره بنكي	-	-	۹
مولانا محمد مهدي صاحب مفتي بهوپال	-	-	۱۲۵
حبيب الرحمن صاحب اسپتال مظفر پور	-	-	۱
معين الدين احمد صاحب قدوائي ندوي	-	-	۱۵
چودهري نجم الحسين صاحب سلہٹ	-	۱	۱۴
احمد الله خانصاحب	-	۴	۶۵
ايس - ايم - پيارے صاحب - مخدوم پور - گيا	-	-	۱۵

بذريعه جناب خاں صاحب مولوي محبوب عالم صاحب گوجرانوالا (به تفصيل ذيل)

	پائي	آنه	روپيه
بابو عبد العلي صاحب سب اورسير	۳	-	۵۳
متفرق	۹	۱۵	۱۵۶

	پائي	آنه	روپيه
بذريعه محمد يوسف صاحب پنجابي	-	-	۵
بذريعه سيد فضل شاه صاحب جهٹ پٹ	-	۱۲	۱۸

(بتفصيل ذيل)

	پائي	آنه	روپيه
سردار مير مٹها خاں بگٹي	-	-	۲
سردار نور محمد خاں بگٹي	-	-	۲
غلام محمد محرر	-	-	۱
معلوم بگٹي	-	-	۱
دبرهان بگٹي	-	-	۱
نوجه	-	-	۱
رحم علي	-	۸	-
بهان	-	۸	-
نواب ..راني	-	۴	-
نور خان	-	۴	-
اونگ	-	-	۱
مير خاں كهري	-	-	۱
سبزي كهري	-	-	۱
هارب	-	-	۱
محمد	-	-	۱
رمضان	-	-	۱
ميرا	-	-	۱
ملا حسين	-	-	۱
چاندر	-	-	۱
امير خليفه	-	-	۱۰
فيس مني آرڈر	-	۴	-
كل ميزان	-	-	۱۹

[بذريعه جناب ضامن علي صاحب گرداور و به سعي ممبران مسلم كلب اوده پور ميزان ۳ - سو - ۴۳ - رو به ايك آنه ۳ - پائي وصول هوچكا هے - فجزاهم الله - تفصيل اينده درج هوگي -]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & BLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.